بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 6 | ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ اپریل ۲۰۰۹ء | شمارہ: 4

برائے رابطہ
0302-5756937

قیمت
فی شمارہ : 20 روپے
سالانہ : 200 روپے
علاوہ محصول ڈاک
پاکستان: مع محصول ڈاک
250 روپے

خط کتابت
مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد
0300-5288783

مقامِ اشاعت
مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

اس شمارے میں

كلمة الحديث حافظ زبیر علی زئی

امر بالمعروف والنہی عن المنکر اور اُمتِ محمدیہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط﴾

تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا (یعنی ظاہر کیا) گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور مُنکر (بُرائی) سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران: ۱۱۰)

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اُمتِ مسلمہ کی تین بڑی نشانیاں ہیں:

① اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ② نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ ③ برائی سے منع کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہر وہ کام نیکی اور خیر ہے جس کا جواز یا مشروعیت ادلۂ شرعیہ سے ثابت ہے اور ہر وہ کام منکر (بُرائی) ہے جس کا عدمِ جواز اور مخالفت ادلۂ شرعیہ سے ثابت ہے۔

سورۂ آلِ عمران کی ایک آیت (۲۱) کی تشریح میں علامہ قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) نے فرمایا:

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سابقہ اُمتوں میں معروف (نیکی) کا حکم دینا اور منکر سے منع کرنا واجب تھا۔ (تفسیر قرطبی ج۴ص۴۷)

دوسرے مقام پر علامہ قرطبی نے اسے فرض کفایہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ علماء پر واجب (یعنی فرض) ہے۔ (تفسیر قرطبی ج۴ص۱۶۵)

حافظ ابن حزم اندلسی ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے فرمایا:

''**اتفقت الأمة كلها علٰی وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر بلا خلاف من أحد منها** ...'' بغیر کسی اختلاف کے ساری امت کا اس پر اتفاق (اجماع) ہے کہ معروف کا حکم دینا اور منکر سے منع کرنا واجب ہے۔

(الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج۵ص۱۹)

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی منکر

دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے اس کا رد کرے، پھر اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو دل سے اُسے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (صحیح مسلم:۴۹، کتاب الایمان:۷۸)

آیات، احادیث اور دلائلِ شرعیہ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ماہنامہ الحدیث حضرو میں اہلِ کفر مثلاً نصاریٰ والقادیانیہ، اہلِ شرک، اہلِ بدعت پر پُر زور اور بعض علماء کا نرمی اور متانت کے ساتھ بادلائل رد ہوتا ہے۔

بعض اوقات بعض راویوں پر قابلِ اعتماد محدثینِ کرام کے حوالوں کے ساتھ کذاب، متروک اور ضعیف وغیرہ جرحیں نقل کی جاتی ہیں اور اس کا مقصد طعن و تشنیع نہیں بلکہ جمہور محدثین کی گواہیوں کو ہمیشہ مقدّم رکھنا ہوتا ہے۔ اگر کسی راوی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ جمہور محدثین کی تحقیقات ہماری ذکر کردہ تحقیق کے خلاف ہیں تو ہم پھر علانیہ رجوع کرتے ہیں اور یہی ہمارا دائمی منہج ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''**فكل من لم يناظر أهل الالحاد والبدع مناظرة تقطع دابرهم لم يكن أعطى الإسلام حقه ولا وفّى بموجب العلم و الإيمان ولا حصل بكلامه شفاء الصدور و طمأنينة النفوس ولا أفاد كلامه العلم واليقين**'' ہر وہ شخص (جس نے استطاعت کے باوجود) ملحدین اور مبتدعین سے ایسا مناظرہ نہ کیا، جو اُن کی جڑ اُکھاڑ دے تو اس شخص نے اسلام کا حق ادا نہیں کیا اور نہ علم و ایمان کے تقاضے ہی کو پورا کیا۔ اس شخص کے کلام سے دلوں کو شفا و اطمینان نہیں ملا اور نہ اس کے کلام نے علم و یقین کا فائدہ دیا۔

(درء تعارض العقل والنقل ج ا ص ۳۵۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بہترین لباس پہن کر خارجیوں کے پاس مناظرے کے لئے تشریف لے گئے اور خارجیوں سے مناظرہ کیا جس کی وجہ سے اُن خارجیوں میں سے دو ہزار

اشخاص نے رجوع کرلیا۔ دیکھئے المستدرک للحاکم (۱۵۰/۲۔۱۵۲ح ۲۶۵۶ وسندہ حسن)
کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی (ج ۱ ص ۵۲۲۔۵۲۴)
اور مسند الامام احمد بن حنبل (۳۴۲/۱ ح ۳۱۸۷ مختصراً جداً وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ گمراہوں اور بدعتیوں سے مناظرہ کرنا اور بہترین علمی طریقے سے ان کا رد کرنا سنتِ صحابہ ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

متعدد دلائل سے ثابت ہے کہ حدیث کو سنت بھی کہتے ہیں۔

مثلاً دیکھئے تقدمۃ الجرح والتعدیل (ص ۳۱، ۳۲ وسندہ حسن) اور اصولِ حدیث

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا: ''اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ کی کتاب یعنی قرآن، دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔''

(بہشتی زیور ص ۵۹۷، حصہ ہفتم ص ۳۱ قرآن وحدیث کے حکم پر چلنا)

معلوم ہوا کہ حدیث اور سنت ایک ہے اور اہلِ حدیث اہلِ سنت ہیں۔ والحمدللہ

ماہنامہ الحدیث میں مبتدعین کے علاوہ بعض صحیح العقیدہ اہلِ علم کے بعض اجتہادی مسائل کا کبھی کبھار رَد بھی ادب واحترام اور متانت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن القیم نے فرمایا:
اگر آپ اہلِ علم میں سے ایسا آدمی پائیں، جو دلیلِ محکم کا طالب اور حق کی اتباع کرنے والا ہو، چاہے جہاں بھی ہو اور جس کے ساتھ ہو تو وحشت ختم اور محبت حاصل ہو جاتی ہے اور اگر یہ عالم تمھاری مخالفت کرے گا تو (ادب واحترام سے) تمھارا عذر (بھی) پیش کرے گا۔ اور (دوسری طرف) ظالم جاہل بغیر دلیل کے تمھاری مخالفت، تکفیر اور تبدیع کرے گا، تیرا گناہ صرف یہ ہے کہ تو اس کے گندے طریقے اور مذموم سیرت کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کی کثرت سے دھوکا نہ کھانا، ان جیسے ہزاروں لوگ ایک عالم کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ ان جیسے لوگوں سے اگر ساری زمین بھی بھری ہوئی ہو تو ایک عالم افضل ہے۔

(اعلام الموقعین ۳۹۶/۳)

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

۱۸۱) وعن أنس بن مالك أن رسول اللّٰه ﷺ كان يقول :
((لا تشددوا علٰى أنفسكم فيشدد اللّٰه عليكم فإن قومًا شددوا علٰى أنفسهم فشدد اللّٰه عليهم، فتلك بقاياهم فى الصوامع والديار ﴿ رَهْبَانِيَّةً ابتدعوها ما كتبناها عليهم ﴾)) رواه أبو داود .

اور (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:
اپنے آپ پر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تم پر سختی کرے گا کیونکہ ایک قوم نے اپنے آپ پر سختی کی تو اللہ نے اُن پر سختی کی، (پس اب) یہ ان کے صومعوں (راہبوں کے عبادت خانوں) اور خانقاہوں کے نشانات باقی رہ گئے ہیں۔ ﴿رہبانیت کی بدعت اُنھوں نے شروع کی تھی، (جبکہ) ہم نے اُن پر اسے لازم نہیں کیا تھا﴾ اسے ابوداود (۴۹۰۴) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔ اسے ابویعلی الموصلی (المسند ۳۶۵/۶ ح ۳۶۹۴) نے بھی اسی سند سے روایت کیا ہے۔ اس روایت کے راوی سعید بن عبدالرحمٰن بن ابی العمیاء کو ابن حبان کے سوا کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا یعنی وہ مجہول الحال ہے۔

التاریخ الکبیر للبخاری (۹۷/۴) میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **((لا تشددوا علٰى أنفسكم فإنما هلك من قبلكم بتشديدهم علٰى أنفسهم وستجدون بقاياهم فى الصوامع والديارات .))** اپنے آپ پر تشدد نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے تو اپنے آپ پر تشدد کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے اور تم اُن کے باقی رہ جانے والے نشانات راہبوں کے عبادت خانوں اور (سجدہ گاہوں والے) گھروں میں دیکھو گے۔

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ عبداللہ بن صالح کاتب اللیث سے امام بخاری کی روایت حسن ہوتی ہے اور باقی سند صحیح ہے۔ ابوشریح عبدالرحمٰن بن شریح الاسکندرانی ثقہ

فاضل تھے۔اُن پر ابن سعد کی جرح مردود ہے۔ نیز دیکھئے تقریب التہذیب (۳۸۹۲)

فقہ الحدیث

التاریخ للبخاری والی روایت کا فقہ الحدیث درج ذیل ہے:

① شریعت میں جن اُمور کی اجازت اور رخصت موجود ہے، انھیں خوامخواہ اپنے آپ پر حرام یا ممنوع قرار نہیں دینا چاہئے بلکہ رخصت سے فائدہ اٹھانا ہی بہتر ہے۔

② اسلام میں رہبانیت نہیں ہے بلکہ معاشرے میں رہ کر اپنی اور لوگوں کی اصلاح میں مصروف رہنا چاہئے۔

③ غلو سے ہر وقت کلی اجتناب کرتے ہوئے ہمیشہ عدل وانصاف والا درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

④ معاشرے سے دُور خانقاہی نظام اصل میں احبارِ یہود اور رہبانِ نصاریٰ کے اعمال کی کاپی (Copy) ہے۔

⑤ امام ابوداود کا سنن ابی داود میں کسی روایت پر سکوت اُس کے حسن یا صحیح ہونے کی دلیل نہیں بلکہ عدل وانصاف کو مدِنظر رکھتے ہوئے اسماء الرجال اور اصولِ حدیث کے مطابق ہی روایت کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہئے۔

⑥ اسلام میں چلہ کشی کا کوئی تصور نہیں ہے۔

⑦ قرآن وحدیث سے زہد اور پرہیزگاری کا تو ثبوت ملتا ہے لیکن تصوف اور پیری مُریدی کا کوئی ثبوت کسی دلیل میں نہیں ہے۔

⑧ شریعتِ اسلامیہ میں اہلِ اسلام اور اہلِ ایمان کی صحیح تربیت کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے تاکہ مسلمان ہمیشہ، گمراہیوں سے بچتے ہوئے صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں اور اسی میں نجات ہے۔

⑨ سنت پر عمل میں ہی نجات ہے۔ ⑩ بدعات سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۱۸۲) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ :

((نزل القرآن علٰى خمسة أوجهٍ :حلالٍ و حرامٍ و محكمٍ و متشابهٍ و أمثالٍ . فأحلوا الحلال و حرموا الحرام واعملوا بالمحكم و آمنوا بالمتشابه و اعتبروا بالأمثال .))

هذا لفظ المصابيح وروى البيهقي في شعب الإيمان و لفظه :

((فاعملوا بالحلال واجتنبوا الحرام واتبعوا المحكم .))

اور (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قرآن پانچ طرح پر نازل ہوا ہے: حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال (مثالیں)

پس اس کے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو، محکم پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لے آؤ اور مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔ یہ مصابیح السنۃ (۱/۱۶۴ ح ۱۴۲) کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان (۲۲۹۳، دوسرا نسخہ ۳/۵۴۸ ح ۲۰۹۵) میں یہ الفاظ روایت کئے ہیں: پس حلال پر عمل کرو اور حرام سے اجتناب کرو اور محکم کی اتباع کرو۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس میں عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری سخت مجروح ومتروک ہے۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اُس کے پاس بیٹھا تو (اسی) ایک مجلس میں ہی مجھ پر اُس کا جھوٹ واضح ہو گیا۔ (الکامل لابن عدی ۴/۱۴۸۰، دوسرا نسخہ ۵/۲۶۹ وسندہ صحیح)

امام ابوحفص عمرو بن علی الفلاس نے فرمایا: ''**منكر الحديث متروك الحديث**''

وہ منکر حدیثیں بیان کرتا تھا، وہ حدیث میں متروک تھا۔ (الجرح والتعدیل ۵/۷۱)

نیز دیکھئے میری کتاب: تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء (ص ۵۹ ت ۱۸۶)

اس روایت کا دوسرا راوی معارک بن عباد ضعیف تھا۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۶۷۴۳) اور سنن الترمذی (۵۰۲ بتحقیقی)

اسے معارک بن عبداللہ بھی کہتے تھے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''منکر الحدیث ''(التاریخ الصغیر۲/۱۷۷)

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:''**هؤلاء الذين [قيل فيهم] منكر الحديث ، لست أرى الرواية عنهم [وإذا] قالوا :سكتوا عنه. فكذلك لا أروي عنهم** ''

یہ راوی جن کے بارے میں منکر الحدیث کہا گیا ہے، میں اُن سے روایت کا قائل نہیں ہوں اور جب وہ (محدثین کسی راوی کے بارے میں)سکتوا عنہ کہیں تو میں اُن سے بھی روایت نہیں کرتا۔(التاریخ الاوسط ج۲ص۱۰۷،**ما بين عشر إلى ستين و مائة**)

۱۸۳) وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ :

((الأمر ثلاثة :أمر بيّن رشده فاتبعه وأمر بيّن غيه فاجتنبه وأمر اختلف فيه فكله إلى الله عزوجل .)) رواه أحمد.

اور (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:امور تین طرح کے ہیں: ایسا امر جس کی ہدایت واضح ہے لہٰذا اس پر عمل کرو، ایسا امر جس کی گمراہی واضح ہے پس اس سے اجتناب کرو اور ایسا امر جس میں اختلاف ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو۔اسے احمد نے (؟ لعلہ احمد بن منیع ؟اور طبرانی نے المعجم الکبیر ۱۰/۳۸۶ح ۱۰۷۷۴ میں)روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس میں ایک راوی ابو المقدام ہشام بن زیاد متروک ہے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۷۲۹۲)سنن ابن ماجہ(۹۵۹ بتحقیقی)اور سنن الترمذی(۲۸۸۹ بتحقیقی)

ابوحاتم الرازی نے طویل کلام کے بعد فرمایا:

''**وهو منكر الحديث** ''اور وہ منکر الحدیث تھا۔(الجرح والتعدیل ۹/۵۸)

امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:''**متروك الحديث** '' (کتاب الضعفاء والمتروکین:۶۱۲)

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا عظیم الشان مقام

سوال: کیا حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علمائے اہلِ سنت والجماعت میں سے تھے یا نہیں؟

محمد ابو بکر غازیپوری دیوبندی نے ایک رسالہ لکھا ہے: ''کیا ابنِ تیمیہ علماءِ اہلسنت والجماعت میں سے ہیں؟ ابن تیمیہ کے بعض معتقدات پر ایک طائرانہ نظر''

اس رسالے میں غازیپوری مذکور نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہلِ سنت و جماعت سے خارج تھے، ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے۔ وغیرہ، دیکھئے ص ۳۴، ۳۶

غازیپوری کے اس رسالے کو الیاس گھمن پارٹی (حیاتی گروپ) کے مکتبہ (۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ سرگودھا) سے شائع کیا گیا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے برائے مہربانی واضح فرمائیں۔ (مدثر جاوید بن محمد صدیق النجار، حضرو)

الجواب: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نہ صرف کبار علمائے اہلِ سنت و جماعت میں سے تھے بلکہ شیخ الاسلام تھے، فی الحال مشتے از خروارے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۱: حافظ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) کے شاگرد حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا:

'' الشيخ الإمام العلامة الحافظ الناقد (الفقيه) المجتهد المفسر البارع شيخ الإسلام علم الزهاد نادرة العصر ... '' (تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۴۹۶ ت ۱۱۷۵)

نیز لکھا: **''الإمام العالم المفسر الفقيه المجتهد الحافظ المحدث شيخ الإسلام نادرة العصر ، ذو التصانيف الباهرة والذكاء المفرط ''**

(ذیل تاریخ الاسلام للذہبی ص ۳۲۴)

اور لکھا ''شیخنا الإمام '' (معجم الشیوخ ۱/۵٦ ت ۴۰)

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی انھیں امام اور شیخ الاسلام سمجھتے تھے۔

۲: حافظ ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے لکھا:

'' وفاة شيخ الإسلام أبی العباس تقي الدين أحمد بن تيمية ''

(البدایہ والنہایہ ۱۴/۱۴۱ وفیات ۷۲۸ھ نیز دیکھئے ص ۱۴٦)

۳: شیخ علم الدین ابو محمد القاسم بن محمد بن البرزالی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۹ھ) نے اپنی تاریخ میں کہا: '' الشيخ الإمام العالم العلم العلامة الفقيه الحافظ الزاهد العابد المجاهد القدوة شيخ الإسلام '' (البدایہ والنہایہ ۱۴/۱۴۱)

نیز دیکھئے العقود الدریۃ (ص ۲۴٦)

۴: حافظ ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے '' العقود الدرية من مناقب شيخ الإسلام أحمد بن تيمية '' کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۳۵۳ صفحات پر مشتمل ہے، مطبعۃ المدنی قاہرہ مصر سے مطبوع ہے اور ہمارے پاس موجود ہے۔ والحمدللہ

اس کتاب میں ابن عبدالہادی نے کہا:

''هو الشيخ الإمام الرباني، إمام الأئمة ومفتي الأمة وبحر العلوم، سيد الحفاظ و فارس المعاني و الألفاظ، فريد العصر و قريع الدهر، شيخ الإسلام بركة الأنام وعلامة الزمان و ترجمان القرآن، علم الزهاد و أوحد العباد، قامع المبتدعين و آخر المجتهدين '' (العقود الدریہ ص ۳)

۵: حافظ ابو الفتح ابن سید الناس الیعمری المصری رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۴ھ) نے حافظ جمال الدین ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ کے تذکرے میں کہا:

'' وهو الذي حداني علىٰ رؤية الشيخ الإمام شيخ الإسلام تقی الدين

أبی العباس أحمد... '' (العقود الدریہ ص۹)

۶: کمال الدین ابوالمعالی محمد بن ابی الحسن الزملکانی (متوفی ۷۲۷ھ) نے حافظ ابن تیمیہ کی کتاب: ''**بیان الدلیل علی بطلان التحلیل** ''پر اپنے ہاتھ سے لکھا:

'' **الشیخ السید الإمام العالم العلامة الأوحد البارع الحافظ الزاهد الورع القدوة الكامل العارف تقي الدين ، شيخ الإسلام مفتي الأنام سيد العلماء ، قدوة الأئمة الفضلاء ناصر السنة قامع البدعة حجة اللّٰه على العباد في عصره، رادّ أهل الزيغ والعناد ، أوحدالعلماء العاملين آخر المجتهدين** ''

(العقود الدریہ ص۸، الرد الوافر لابن ناصر الدین الدمشقی ص۱۰۴، واللفظ لہ)

۷: ابوعبداللہ محمد بن الصفی عثمان بن الحریری الانصاری الحنفی (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے تھے: '' **إن لم يكن ابن تيمية شيخ الإسلام فمن ؟** ''

اگر ابن تیمیہ شیخ الاسلام نہیں ہیں تو پھر کون ہے؟ (الرد الوافر لابن ناصر الدین ص۹۸، ۵۶)

۸: ابوعبداللہ محمد بن محمد بن ابی بکر بن ابی العباس احمد بن عبدالدائم المعروف بابن عبدالدائم المقدسی الصالحی (متوفی ۷۷۵ھ) نے حافظ ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا ہے۔
دیکھئے الرد الوافر (ص۶۱)

۹: شمس الدین ابوبکر محمد بن محبّ الدین ابی محمد عبداللہ بن المحب عبداللہ الصالحی الحنبلی المعروف بابن المحب الصامت نے اپنے ہاتھ سے لکھا:

''**شيخنا الإمام الرباني شيخ الإسلام إمام الأعلام بحر العلوم والمعارف** ''

(الرد الوافر ص۹۱)

۱۰: حافظ ابن تیمیہ کے مشہور شاگرد حافظ ابن القیم الجوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے اُن کے بارے میں کہا: ''**شيخ الإسلام** '' (اعلام الموقعین ج۲ ص۲۴۱ طبع دار الجیل بیروت)

ان دس حوالوں کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن میں حافظ ابن تیمیہ کی بے حد تعریف کی گئی ہے اور انھیں شیخ الاسلام جیسے عظیم الشان لقب سے یاد کیا گیا ہے مثلاً:

حافظ ابن رجب الحنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) نے کہا:

'' **الإمام الفقيه المجتهد المحدث الحافظ المفسر الأصولي الزاهد تقي الدين أبو العباس شيخ الإسلام وعلم الأعلام ...** ''(الذیل علی طبقات الحنابلۃ ۲/۳۸۷ ت ۳۹۵)

ابن العماد الحنبلی نے کہا: '' **شيخ الإسلام ... الحنبلي بل المجتهد المطلق** ''

(شذرات الذہب ۶/۸۱)

تہذیب الکمال اور تحفۃ الاشراف کے مصنف حافظ ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' **ما رأيت مثله، ولا رأى هو مثل نفسه و ما رأيت أحدًا أعلم بكتاب الله وسنة رسوله ولا أتبع لهما منه** ''میں نے اُن جیسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ انھوں نے اپنے جیسا کوئی دیکھا، میں نے کتاب اللہ اور رسول اللہ (ﷺ) کی سنت کا اُن سے بڑا عالم نہیں دیکھا اور نہ اُن سے زیادہ کتاب وسنت کی اتباع کرنے والا کوئی دیکھا ہے۔

(العقود الدریہ ص ۷ تصنیف الامام ابن عبدالہادی تلمیذ الحافظ المزی رحمہما اللہ)

ان گواہیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہ اہلِ سنت و جماعت کے کبار علماء میں سے تھے اور شیخ الاسلام تھے۔

فرقۂ بریلویہ اور بعض مبتدعین اُن کی شان میں گستاخی کرتے ہیں جن کی تقلید میں ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے بھی اپنے رسالے'' کیا ابن تیمیہ علماء اہلسنت والجماعت میں سے ہیں؟ ابن تیمیہ کے بعض معتقدات پر ایک طائرانہ نظر'' میں کذب و افتراء، دجل و فریب اور تحریفات کرتے ہوئے بڑا گھناؤنا پروپیگنڈا کیا ہے جس کا حساب اُسے اللہ کے دربار میں دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں'' قافلۂ حق'' نامی دیوبندی رسالے میں محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی دیوبندی نے بہت زبان درازی کی ہے۔

دیکھئے قافلۂ حق (فی الحقیقت: قافلۂ باطل) جلد ۱ شمارہ ۲ ص ۲۰ تا ۳۳)

ماضی قریب میں زاہد بن حسن الکوثری (الجہمی) نام کا ایک شخص گزرا ہے جس پر شیخ

عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی اور شیخ البانی وغیرہما نے سخت جرح کر رکھی ہے۔ اس شخص (کوثری) کے بارے میں ابوسعد الشیرازی (دیوبندی) نے لکھا:

''فخر المحدثین امام المتکلمین شیخ الاسلام زاہد بن الحسن الکوثریؒ '' (قافلۂ باطل جلد ا شمارہ ۴ ص ۲۷)

یہ وہی کوثری تھا جس نے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی کتاب التوحید کو ''کتاب الشرک'' لکھا ہے۔ دیکھئے مقالات الکوثری (ص ۳۳۰، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۲ھ)

اس کوثری نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بارے میں توہین کرتے ہوئے لکھا:

'' ومع هذا كله إن كان هو لا يزال يعد شيخ الإسلام فعلى الإسلام السلام ''

اور اگر ان سب (باتوں) کے باوجود اسے شیخ الاسلام کہا جاتا ہے تو (ایسے) اسلام پر سلام ہے۔ (الاشفاق علیٰ احکام الطلاق ص ۸۹)

دیکھئے کوثری چرکسی جہمی نے کس طرح شیخ الاسلام پر اپنی بھڑاس نکالی ہے حالانکہ حافظ ذہبی، حافظ برزالی، حافظ ابن عبدالہادی، حافظ ابن سید الناس، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن القیم وغیرہم نے حافظ ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام قرار دیا تھا۔ کوثری کے گمراہ کن نظریات وعقائد کے لئے دیکھئے مولانا ارشاد الحق اثری کی کتاب: مقالات (ج ۱ ص ۵۳، ۱۶۲، ۱۷۹)

آخر میں حنفیت کی طرف منسوب ان مبتدعین کی خدمت میں حنفیوں اور مبتدعین کے حوالے پیش کرتا ہوں جو اپنی تحریروں میں حافظ ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہتے یا اُن کی تعریف میں رطب اللسان تھے یا ہیں:

۱: ملا علی قاری حنفی تقلیدی نے ابن تیمیہ اور ابن القیم کے بارے میں لکھا:

'' ومن طالع شرح منازل السائرين تبين له أنهما كانا من أكابر أهل السنة والجماعة و من أولياء هذه الأمة '' جس نے منازل السائرین کی شرح کا مطالعہ کیا تو اس پر واضح ہو گیا کہ وہ دونوں (ابن تیمیہ اور ابن القیم) اہلِ سنت والجماعت کے اکابر میں سے اور اس اُمت کے اولیاء میں سے تھے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۱ ص ۲۰۷)

ملا علی قاری کی اس عبارت کو اختصار کے ساتھ سرفراز خان صفدر گکھڑوی کڑمنگی نے اپنی

کتاب ''المنہاج الواضح یعنی راہِ سنت'' میں نقل کیا اور کوئی جرح نہیں کی۔ دیکھئے ص ۱۸۷
نیز دیکھئے تفریح الخواطر فی ردتنویر الخواطر ص ۲۹، اور راہِ ہدایت ص ۱۳۸

۲: سرفراز خان صفدر دیوبندی کڑمنگی نے لکھا:
'' شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ... '' (احسن الکلام طبع جون ۲۰۰۶ جلد ۱ ص ۹۴)

۳: محمد منظور نعمانی دیوبندی نے کہا:
''ساتویں اور آٹھویں صدی کے مجدد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی تصنیفات اور فتاویٰ میں جابجا شیعیت کا رد فرمایا ہے'' (ماہنامہ بینات کراچی، خصوصی اشاعت: خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ص ۱۱) نیز دیکھئے خمینی وشیعیت کیا ہے، ص ۸۴

۴: بریلویوں اور دیوبندیوں کے ممدوح ملا ابن عابدین شامی نے کہا:
'' ورأيت في كتاب الصارم المسلول لشيخ الإسلام ابن تيمية الحنبلي... ''
(ردالمحتار علی الدر المختار ۳/۳۰۵)

۵: اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کہا:
''ابن تیمیہ بزرگ ہیں عالم ہیں متقی ہیں اللہ و رسول پر فدا ہیں دین پر جان نثار ہیں۔ دین کی بڑی خدمت کی ہے مگر ان میں بوجہ فطرۃً تیز مزاج ہونے کے تشدد ہو گیا۔''
(ملفوظات ''حکیم الامت'' ج ۱۰ ص ۴۹، ۵۰ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

تشدد والی بات تو مردود ہے نیز تھانوی نے حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم دونوں کے بارے میں کہا:
''یہ سب نیک تھے اور نیت سب کی حفاظت دین کی تھی۔'' (ملفوظات ج ۲۶ ص ۲۸۷)

۶: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے لکھا:
''اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:'' (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۱۷)

۷: عتیق الرحمٰن سنبھلی نے لکھا:
''امام ابن تیمیہؒ کا ارشاد'' (واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر، دوسرا ایڈیشن ص ۲۳۹)

۸: بشیر احمد قادری دیوبندی مدرس قاسم العلوم فقیر والی نے لکھا:
''شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا فتویٰ:'' (تجلیاتِ صفدر جلد۳ص۱۰۵)
۹: ماسٹر امین اکاڑوی دیوبندی نے لکھا:
'' نیلوی صاحب شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ سیوطی اور نواب صدیق حسن خاں سے نقل کرتے ہیں...'' (تجلیات صفدر ج۷ص۱۶۲)
۱۰: محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی دیوبندی جس نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بارے میں بہت زبان درازی کی ہے۔ دیکھئے قافلۂ باطل ج۱ شمارہ۲ص۲۰ تا۳۲
اسی محمود عالم نے ''اصولِ حدیث'' والے مضمون میں خود لکھا ہے:
''شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں...'' (قافلۂ باطل ج۱ شمارہ۴ص۸)
ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً دیکھئے منحۃ الخالق علی البحر الرائق (ج۵ص ۲۴۶) برأت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تصنیف ظفر احمد عثمانی تھانوی دیوبندی (ص۱۷) خاتمۃ الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام تصنیف فقیر اللہ دیوبندی (ص۴۳) اور ''صبر و تحمل کی روشن مثالیں'' تالیف محمد صاحب بن مفتی ابراہیم دیوبندی (ص۵۳، ۵۶)
جب مرضی کا معاملہ ہو مثلاً فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ وغیرہ تو دیوبندی حضرات حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام، امام اور علامہ وغیرہ لکھتے ہیں اور اگر مرضی کے خلاف بات ہو تو یہی لوگ شیخ الاسلام پر تنقید، تنقیص اور توہین آمیز جملے بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ کیا انھیں اللہ کا خوف نہیں ہے؟
[شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں ابن بطوطہ سیاح کے کذب و افتراء کی تردید کے لئے دیکھئے محترم محمد صدیق رضا کی کتاب: مشہور واقعات کی حقیقت ص۱۶۰۔۱۶۴]
آخر میں دوبارہ عرض ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہلِ سنت و جماعت کے کبار علماء میں سے جلیل القدر ثقہ امام تھے، آپ ۲۰ ذوالقعدہ ۷۲۸ھ میں دمشق کے قلعے کی جیل میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ (۱۱/ دسمبر ۲۰۰۸ء)

وتر کے بعد تہجد؟

سوال: "وتر" اگر شروع رات میں پڑھ لیا جائے اور کوئی شخص رات کے پچھلے حصے میں جاگ جائے تو کیا تہجد پڑھ سکتا ہے؟! (محمد عادل شاہ، برطانیہ)

الجواب: اگر شروع رات میں وتر پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے کہ بعد میں تہجد کی نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے: ((اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترًا .))

رات کو اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (صحیح بخاری: ۹۹۸، صحیح مسلم: ۷۴۹ ببعض معناہ بلفظ مختلف)

تاہم اگر کوئی شخص وتر کے بعد بھی تہجد پڑھنا چاہتا ہے تو یہ حرام نہیں بلکہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دے کر اجازت فرما دی کہ دو رکعتیں پڑھ سکتے ہیں۔ دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (ج ۲ ص ۱۵۹ ح ۱۱۰۶، وسندہ حسن) وصححہ ابن حبان (موارد الظمآن: ۶۸۳) اور صحیح مسلم (۷۳۸ ب، دارالسلام: ۱۷۲۴)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رمضان میں قیام کیا اور وتر پڑھ لیا پھر اپنی مسجد میں گئے تو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی لیکن وتر نہیں پڑھا اور کہا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ((لا وتران في لیلة .))

ایک رات میں وتر کی نماز دو دفعہ نہیں ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۴۳۹، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ وتر کے بعد بھی تہجد کی نماز جائز ہے لیکن دو دفعہ وتر پڑھنے جائز نہیں ہیں۔

وما علینا إلا البلاغ (۲۹/ نومبر ۲۰۰۸ء)

کیا منی پاک ہے؟

سوال: کیا منی پاک ہے؟ بعض لوگ اہلِ حدیث کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ منی کو صاف (پاک) قرار دیتے ہیں۔ (محمد جلال محمدی بن عبدالحنان، شرینگل ضلع دیر)

الجواب: منی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

[ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ منی ناپاک، پلید اور نجس ہے۔]

حنفیوں کے چچازاد بھائی شوافع اسے پاک سمجھتے ہیں جیسا کہ محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:
''منی کی نجاست وطہارت کے بارے میں اختلاف ہے، اس میں حضرات صحابہ کے دَور سے اختلاف چلا آرہا ہے، صحابۂ کرام میں سے حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک منی طاہر ہے...'' (درسِ ترمذی ج۱ص۳۴۶)

طاہر پاک کو کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے نزدیک منی ناپاک ہے جیسا کہ میں نے کئی سال پہلے ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا، یہ سوال وجواب درج ذیل ہیں:

سوال ایک مسئلہ جو بریلوی و دیوبندی حضرات بڑا اچھالتے ہیں کہ ''اہلحدیث کے نزدیک منی پاک ہے۔'' منی کے بارے میں مسلکِ اہلِ حدیث واضح فرمائیں اور دلائل بھی ذکر کریں؟ (ایک سائل)

جواب منی کے بارے میں...محمد رئیس ندوی لکھتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ کے پیران پیر شیخ عبدالقادرؒ جیلانی نے کہا:
''وهو (أي المني) طاهر في أشهر الروايتين'' یعنی ہمارے مذہب میں مشہور ترین روایت کے مطابق منی پاک ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص۷۰)

اور حنبلی مذہب کی کتاب الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف میں صراحت ہے کہ
''ومني الآدمي طاهر هذا المذهب مطلقًا و عليه جماهير الأصحاب إلخ''
یعنی حنبلی مذہب میں مطلقاً آدمی کی منی طاہر ہے اور جمہور اصحاب کا یہی مذہب ہے
(الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف ۱/۳۴۰۔۳۴۱)

امام نووی نے کہا: ''وذهب كثير إلى أن المني طاهر روي ذلك عن علي بن أبي طالب وسعد بن أبي وقاص وابن عمر وعائشة وداود وأحمد في أصح الروايتين وهو مذهب الشافعي و أصحاب الحديث ...''
یعنی بہت سارے اہلِ علم منی کو طاہر کہتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ وسعد بن ابی وقاص وابن عمر وعائشہ جیسے صحابہ سے یہی مروی ہے اور امام داود ظاہری کا یہی مسلک ہے امام احمد کی صحیح

ترین روایت یہی ہے کہ منی پاک ہے امام شافعی واہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ منی پاک ہے (شرح مسلم للنووی باب حکم المنی ج ا ص ۱۴۰ والمجموع للنووی ابواب الطہارۃ)

بعض علمائے اہل حدیث طہارت منی کے قائل ہیں اوران کے اختیار کردہ موقف کی موافقت خلیفہ راشد علی مرتضیٰ اور متعدد صحابہ وتابعین وائمہ دین کئے ہوئے ہیں انھوں نے اپنی ذاتی تحقیق سے اسی موقف کو صحیح سمجھا ہے لیکن امام شوکانی ونواب صدیق اور متعدد محقق سلفی علماء نجاست منی ہی کے قائل ہیں

(نیل الاوطار ج ا ص ۶۷، وتحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ا ص ۱۱۴۔۱۱۵ ومرعاۃ شرح مشکوۃ کتاب الطہارۃ ج ۲ ص ۱۹۶ وغایۃ المقصود ج ا)

دریں صورت فرقہ بریلویہ ودیوبندیہ کا علی الاطلاق اسے غیر مقلدوں کا مذہب قرار دینا محض تقلید پرستی والی تلبیس کاری وکذب بیانی ہے پھر جو مسئلہ صحابہ سے لے کر فرقہ دیوبندیہ وبریلویہ کی ولادت سے پہلے اہل علم کے یہاں مختلف فیہ رہا، اس میں اپنی تحقیق کے مطابق اسلاف کے کسی بھی موقف کو اختیار کرنے والوں کو نئے مذہب کی طرف دعوت دینے والا قرار دینا جبکہ اسے مذہب کی دعوت قرار دینے والے بذات خود چودھویں صدی میں پیدا ہوئے کون سا طریقہ ہے؟

ہم بھی اس مسئلہ میں امام شوکانی وعام محقق سلفی علماء سے متفق ہیں کہ منی ناپاک ونجس ہے۔'' (ضمیر کا بحران ص ۳۰۹، ۳۱۰)

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ منی ناپاک اور نجس ہے۔ اسے پاک کہنا غلط ہے یادرہے کہ جماہیر الاصحاب سے امام احمد کے شاگرد اور حنابلہ مراد ہیں۔ اور ندوی صاحب کی نقل کردہ عبارات میں مذکور صحابہ کرام میں سے کسی صحابی سے بھی طہارت منی کا قول ثابت نہیں ہے۔

یہ سوال وجواب آپ لوگوں کی خدمت میں دوبارہ پیش کر دیا گیا ہے لہٰذا جھوٹے پروپیگنڈے کرکے اہلِ حدیث کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔ وما علینا إلا البلاغ

(۲۹/ ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۸/ نومبر ۲۰۰۸ء)

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیوبند اپنے خودساختہ اصولوں کی زد میں

(قسط نمبر۳)

۳۱) اسماعیل جھنگوی دیوبندی کے بقول ''علامہ بدیع الزمان غیر مقلد'' نے امام ترمذی کی ایک عبارت میں لفظ ''غیر واحد'' کا ترجمہ نہیں کیا تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:
''ان صفحات پر غیر واحد کا ترجمہ کئی اور کتنے کرتے گئے۔لیکن امام ترمذی کی عبارت تارکین رفع یدین صحابہ کرامؓ کی آئی وہاں غیر واحد کا لفظ تھا۔سرے سے اس کا ترجمہ ہی نہ کیا اور ہضم کر گئے اس کے علاوہ بددیانتی اور کیا ہوسکتی ہے۔'' (تحفہ اہل حدیث حصہ سوم ص۴۰)

اسماعیل جھنگوی دیوبندی کے بقول علامہ بدیع الزمان تو صرف ایک امام کی عبارت میں سے ایک لفظ کا ترجمہ نہ کرنے کی وجہ سے بددیانت قرار پائے لیکن دوسری طرف دیوبندیوں کے نزدیک ایک ثابت شدہ حدیث کے ترجمے میں دیوبندیوں کے مفسرِ قرآن صوفی عبدالحمید سواتی نے ایک لفظ ''قلس'' کا ترجمہ صرف اس لیے نہ کیا کہ وہ لفظ ''قلس'' ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھا چنانچہ اس طرح حدیث نقل کرتے ہیں:
''عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اصابہ قیئٌ او رعافٌ او قلسٌ او مذیٌ فلینصرف فلیتوضا (ابن ماجہ ص۸۵،دارقطنی ج۱ص۱۵۵)
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قئے آجائے۔یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی خارج ہو جائے اس کو پلٹ کر وضو کرنا چاہیئے (کہ اس کا وضو نہیں رہا)'' (نماز مسنون ص۸۵)
قارئین کرام! حدیث میں چار چیزیں تھیں جبکہ ترجمہ میں تین ہیں۔لفظ ''قلس'' کا ترجمہ کھٹا ڈکار ہے اور چونکہ دیوبندیوں کے نزدیک کھٹے ڈکار سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے اس لفظ کا ترجمہ ہی ہضم کر گئے جو جھنگوی کے اصول کے مطابق بددیانتی ہے۔اب دیوبندی

بتائیں کہ ان کے مفسرِ قرآن بددیانت ہیں یا جھنگوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟
تنبیہ: صوفی عبدالحمید سواتی کے علاوہ یہ کارروائی بریلویوں کے ''حکیم الامت مفتی'' احمد یار گجراتی بھی انجام دے چکے ہیں۔
دیکھئے جاء الحق حصہ دوم (ص ۵۹۸ باب خون اور قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔)
۳۲) اسماعیل جھنگوی دیوبندی نے رفع یدین کی ایک صحیح حدیث کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے: ''مجلس میں ابوقتادہ بھی تھے جو ۳۸ ہجری میں فوت ہو چکے تھے تو میں پوچھ سکتا ہوں کہ جب یہ مجلس ابوقتادہؓ کی وفات سے بارہ سال بعد قائم ہو رہی ہے تو وہ رفع یدین ثابت کرنے کے لیے قبر سے اٹھ کر کس طرح آ گئے؟ یا یہ من گھڑت واقعہ ہے؟''

(تحفہ اہل حدیث حصہ دوم ص ۱۳۱، ۱۳۲)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا: ''یہ مجلس منعقد ہوئی تو مردوں کو قبر سے کیسے بلایا گیا؟''

(جزء رفع یدین مترجم اوکاڑوی ص ۲۶۱)

نیز لکھا: ''مردوں کی قبریں اکھاڑ کر رفع یدین کیلئے ایک مردہ کانفرنس قائم کی گئی'' (ایضاً)
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جھنگوی اور اوکاڑوی کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص دوبارہ قبر سے باہر نہیں آ سکتا حالانکہ آلِ دیوبند کی کتابوں سے ثابت ہے کہ ان کے بانی قاسم نانوتوی مرنے کے بعد دو دفعہ اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔
دیکھئے سوانح قاسمی (ج ۱ ص ۳۳۰۔۳۳۲) ارواح ثلاثہ (ص ۲۱۲ حکایت نمبر ۲۴۷)
دیوبندیوں کے نزدیک اشرفعلی تھانوی کے پردادا صاحب بھی ایک دفعہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ دیکھئے اشرف السوانح (ج ۱ ص ۱۵)
آلِ دیوبند کے ایک بزرگ نے تو ایک دفعہ قبر سے نکل کر اونٹ ذبح کر دیا تھا۔!
دیکھئے فضائل صدقات (ص ۷۱۲ مکتبہ فیضی)
آلِ دیوبند کی کتابوں میں اس طرح کے اور بھی کئی واقعات موجود ہیں۔

اب دیوبندی بتائیں کہ ان کے بزرگوں کے یہ واقعات جھوٹے ہیں یا جھنگوی اور اوکاڑوی جھوٹے ہیں کیونکہ وہ کسی کے قبر سے اٹھ کر آنے پر طنز کر رہے ہیں۔

ضروری تنبیہ: سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی رفع یدین والی حدیث پر آلِ دیوبند کے تمام اعتراضات کے جوابات حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے ماہنامہ الحدیث نمبر ۱۸ (ص ۱۴) اور نور العینین (ص ۲۴۷ طبع جدید) میں دے دیئے ہیں۔ سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث (جس کا اسماعیل جھنگوی اور ماسٹر امین اوکاڑی نے مذاق اُڑایا ہے) کو دیوبندیوں کے شیخ الحدیث فیض احمد ملتانی نے صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے نماز مدلل ص ۱۳۷، ۱۳۸)

۳۳) ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''لیکن زبیر علی زئی صاحب قرآن وحدیث کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک دلائل شرعیہ تین ہیں اس لئے لکھتے ہیں کہ:..... ''اصل حجت اور دلیل قرآن وحدیث ہے اور اجماع ہے۔'' (نور العینین، صفحہ ۱۳۸)'' (تجلیات صفدر جلد ۷ ص ۳۰۷)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی نے مزید لکھا ہے کہ

''اب قرآن، حدیث اور اجماع سے منہ موڑ کر لکھتا ہے :.....'' حدیث کی تصحیح وتضعیف میں صرف محدثین کا قول ہی حجت ہے'' (نور العینین، ۵۸)'' (تجلیات صفدر جلد ۷ ص ۳۰۸)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے اس اصول کے مطابق جو شخص جتنے دلائل شرعیہ کو مانتا ہو، حدیث کو صحیح یا ضعیف بھی ان ہی دلائل سے ثابت کرے ورنہ وہ اپنے دلائل سے منہ موڑنے والا ہوگا۔

دوسری طرف سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''کتاب وسنّت کے بعد دلائل کی مد میں اجماع کا مرتبہ اور درجہ ہے'' (راہ سنت ص ۲۸)

سرفراز صفدر کے بیٹے عبدالحق نقشبندی نے لکھا ہے: ''دلائل شرعیہ چار ہیں:

(۱) قرآن حکیم...(۲) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...(۳) اجماع امت (۴) قیاس مجتہد.... ان ہی دلائل اربعہ کو اصولِ فقہ کہا جاتا ہے۔'' (مرزا غلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب ص ۱۳)

مزید لکھا ہے: ''جب یہ معلوم اور واضح ہو چکا کہ مقلد اپنی فقہ اور اصول فقہ کی روشنی میں دلائل اربعہ کے دائرہ میں بند رہنے کا پابند ہوتا ہے اور ان سے باہر نکلنے کی صورت میں وہ مقلد رہتا ہی

نہیں'' (مرزاغلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب ص۱۴)
دیوبندیوں کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ان کے دلائل چار ہیں، ان سے باہر نکلنے کی صورت میں وہ غیر مقلد بن جائیں گے اور ادلۂ اربعہ سے منہ موڑنے والے ہوں گے لیکن سرفراز صفدر نے اہل بدعت کی طرف سے پیش کی گئی ایک روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے:
''فن حدیث کے پیش نظر اس سے استدلال ہرگز صحیح نہیں ہے۔ امام ابواللیثؒ اگرچہ ایک بہت بڑے فقیہ ہیں مگر فنِ روایت اور حدیث میں تو حضرات محدثین کرامؒ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ لہٰذا ان کی پیش کردہ روایت کو اسماء الرجال کی کتابوں سے پرکھ کر دیکھیں گے کیونکہ یہی وہ فن ہے جو حدیث کا محافظ ہے۔'' (راہ سنت ص۲۸۷ طبع سیزدہم ۱۹۸۶ء)
سرفراز خان صفدر نے مزید کہا: ''بلاشک امام محمد بن عابدین شامیؒ (المتوفی ۱۲۵۲ھ) کا مقام فقہ میں بہت اُونچا ہے لیکن فنِ حدیث اور روایت میں محدثین ہی کی بات قابل قبول ہوتی ہے جو جرح وتعدیل کے مسلّم امام ہیں'' (بابِ جنت ص۶۵)
اب دیوبندی بتائیں کہ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ اور سرفراز صفدر کے اقوال میں کیا فرق ہے نیز کیا ماسٹر امین اوکاڑوی کے اصول کے مطابق سرفراز صفدر نے قرآن وسنت، اجماع اور قیاسِ مجتہد سے منہ موڑ لیا ہے یا اوکاڑوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟
تنبیہ: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اپنی تائید میں حافظ عبداللہ غازیپوری رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کیا ہے: ''واضح رہے کہ ہمارے مذہب کا اصل الاصول صرف اتباع کتاب وسنت ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل حدیث کو اجماع امت اور قیاس شرعی سے انکار ہے۔ کیونکہ جب یہ دونوں کتاب وسنت سے ثابت ہیں تو کتاب وسنت کے ماننے میں انکا ماننا آ گیا''
(الحدیث نمبر ۱ ص۴، الحدیث نمبر ۵۲ ص۱۵)
جبکہ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے:
''اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ'' (ارشاد القاری ص۴۱۲) !
۳۴) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''ابن جریج ایک راوی ہے جس نے

نوے عورتوں سے متعہ وزناء کیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ وغیرہ)
ایسے راوی کی روایت کو عبدالرشید انصاری نے الرسائل میں بار بار لکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ دیکھئے الرسائل...'' (نورالصباح ص ۱۸)
لیکن دوسری طرف حدیث اور اہل حدیث کے مؤلف انوار خورشید دیوبندی نے لکھا:
''حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ...'' (حدیث اور اہل حدیث ص ۱۶۵)

چونکہ انوار خورشید نے اپنی کتاب میں چند احادیث کے سوا سند نقل کرنے کا التزام نہیں کیا۔ نہ جانے کتنی روایات میں ابن جریج رحمہ اللہ ہوں گے البتہ چند صفحات کی نشاندہی پیش خدمت ہے جہاں ابن جریج کا نام لے کر اُن کی روایت کو قبول کیا گیا ہے۔
حدیث اور اہل حدیث کے صفحات درج ذیل ہیں:

ص ۱۶۵، ۱۷۲، ۱۹۱، ۲۸۸، ۴۸۰، ۴۹۳، ۵۴۰، ۵۵۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۸۱۷، ۸۵۰، ۸۸۵

اب دیوبندی بتائیں کہ کیا انوار خورشید (نعیم الدین دیوبندی) دھوکے باز ہے یا حبیب اللہ ڈیروی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟

نوٹ: حبیب اللہ ڈیروی نے خود بھی ابن جریج رحمہ اللہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے نورالصباح ص ۲۲)

۳۵) حبیب اللہ ڈیروی نے لکھا تھا: ''ابن جریج ایک راوی ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ وزناء کیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ وغیرہ)'' (نورالصباح ص ۱۸)
اس عبارت پر رد کرتے ہوئے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے لکھا تھا:
''تنبیہ: تذکرۃ الحفاظ وغیرہ میں ''زنا'' کا لفظ بالکل نہیں ہے۔ یہ لفظ ڈیروی صاحب نے اپنی طرف سے گھڑ کر بڑھا دیا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء میں حافظ ذہبیؒ نے ''تزوج'' (نکاح کیا) کے الفاظ لکھے ہیں'' (نورالعینین ص ۴۲)
حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کا رد کرتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے کہ ''شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ڈیروی دام ظلہم نے متعہ کو زنا لکھ دیا تو یہ متعہ باز آپے سے

باہر ہو گیا اور کوثری گروپ کے ایک غالی متعصب حنفی کہہ کر زبان درازی شروع کر دی ۔
جناب لامذہب صاحب جناب کے ہاں متعہ زنا نہیں تو نکاح ہے....'' (تجلیات صفدر جلد ۷ ص ۲۵۴)
دوسری طرف دیوبندیوں کے امام سرفراز صفدر نے بھی ابن جریج کے متعلق لکھا ہے:
''چنانچہ اُنہوں نے نوّے عورتوں سے نکاح متعہ کیا تھا'' (راہ سنت ص ۲۸۷، ۲۸۸)
اب دیوبندی بتائیں! کہ سرفراز صفدر نکاح کا لفظ لکھنے کی وجہ سے متعہ باز ہے یا ماسٹر امین اوکاڑوی الزام لگانے کی وجہ سے جھوٹا ہے؟

تنبیہ: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن جریج رحمہ اللہ پر متعہ کا الزام ثابت نہیں ۔ (نور العینین ص ۴۱) اور دیوبندیوں کے شیخ الاسلام تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ ''حضرت ابن جریجؒ حدیث اور فقہ کے معروف امام ہیں،'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۵۲)

۳۶) سرفراز صفدر کے بیٹے عبدالقدوس قارن دیوبندی نے لکھا ہے:
''دیگر اہلِ علم انصاف پسند اور طالبِ حق عوام سے گزارش ہے کہ مسند الحمیدی حضرت امام بخاریؒ کے استاد محترم الامام الحافظ الفقیہ ابوبکر عبداللہ بن الزبیر المکیؒ (المتوفیٰ ۲۱۷ھ) کی تالیف ہے ۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں: الحميدي عندنا امام وقال ابو حاتمؒ اثبت النّاس في سفيان بن عيينةؒ (اور یہ روایت بھی انھی کے طریق سے ہے) اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: وقد كان من كبار ائمة الدّين (تذکرۃ جلد ۲ ص ۲، ۳) امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں: وهو رئيس اصحابه وهو ثقة امام ۔ امام ابنِ سعدؒ فرماتے ہیں: و كان ثقة كثير الحديث ۔ امام ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں: صاحب سنة و فضل و دين امام حاکمؒ فرماتے ہیں: ثقة مامون ۔ صحیح بخاری میں اُن سے پچھتر روایتیں ہیں (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۱۵، ۲۱۶ محصلہ)'' (مجذوبانہ واویلا ص ۳۰۴، ۳۰۵)

جبکہ دوسری طرف ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''اسی حمیدی کے واسطہ سے امام بخاری نے یہ روایت نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کو حج کے مسائل نہ آتے تھے ۔ اسی لیے شیخ کوثریؒ تانیب الخطیب ص ۳۶ پر حمیدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''شدید التعصب و قاع'' بہت متعصب اورالزام تراش تھا۔'' (تجلیات صفدر جلد۲ص۶۹)
نیز ماسٹر امین کے بقول حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی کے متعلق کہا تھا: ''کوثری گروپ کے ایک غالی متعصب حنفی'' تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ماسٹر امین نے لکھا کہ ''اور کوثری گروپ کے ایک غالی متعصب حنفی کہہ کر زبان درازی شروع کر دی۔''
(تجلیات صفدر جلد ۷ص۲۵۴)

اب دیوبندی بتائیں! کہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے اصول کے مطابق کوثری نے اور ماسٹر امین نے امام حمیدی رحمہ اللہ کے خلاف زبان درازی شروع کر دی تھی یا اوکاڑوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔

۳۷) سرفراز صفدر کے بیٹے عبدالقدوس قارن دیوبندی نے لکھا ہے:
''تلبیسانہ انداز اثری صاحب نے ص۱۵۰ پر احادیث کی تصحیح وتضعیف میں تضاد کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت انتہائی دجل وتلبیس کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ بات تو اہلِ علم جانتے ہیں کہ کسی کتاب پر بحث وطعن کے لیے اس کے قریبی ایڈیشن کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے کیونکہ پچھلے ایڈیشن میں اغلاط یا سقم سے اگاہی کے بعد مؤلف اس کی اصلاح کر لیتا ہے۔ اور اس کے ہاں معتبر جدید ایڈیشن ہی ہوتا ہے'' (مجذوبانہ واویلا ص۱۸۷)
لیکن دوسری طرف حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے نورالعینین کے جواب میں سرور العینین لکھی تو نورالعینین کے قدیم ایڈیشن کو مدنظر رکھا اور اس اصول کے متعلق خود لکھا:
''کتنی زبردست جسارت ہے اور خیانت وتلبیس ہے کہ جو رسالہ منسوخ ہے اس کا مصنف اس عمل سے رجوع کر چکا ہے اس کی تشہیر کی جا رہی ہے'' (نورالصباح حصہ دوم ص۲۴)
اب دیوبندی بتائیں! کہ حبیب اللہ ڈیروی نے اپنے اور عبدالقدوس قارن کے اصول کے مطابق انتہائی دجل وتلبیس اور خیانت کا مظاہرہ کیا ہے یا عبدالقدوس قارن الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔؟!

۳۸) ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''کسی امتی کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف

کہنا اہل رائے کا کام ہے نہ کہ اہل حدیث کا۔ اور یہ تقلید ہے...'' (تجلیات صفدر جلد ۷ ص ۱۷۱)
سعید احمد پالنپوری محدث دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے کہ '' چنانچہ چوتھی صدی میں پوری امّتِ مسلمہ نے ان چار ائمہ کی تقلید شخصی پر اجماع کرلیا، اوران کے علاوہ کی تقلید کو ناجائز قرار دیا۔'' (ادلہ کاملہ ص ۸۵)
اجماع کے متعلق ماسٹر امین نے لکھا: ''اجماع اُمت کا مخالف بنصّ کتاب وسنت دوزخی ہے''
(تجلیات صفدر جلد ۱ ص ۲۸۷)
لیکن سرفراز صفدر نے بریلویوں کے خلاف امام حاکم رحمہ اللہ کی کتاب سے ایک حدیث نقل کر کے لکھا: ''(مستدرک جلد ۴ ص ۲۳۸ قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح)۔'' (راہ سنت ص ۱۴۳)
ماسٹر امین اوکاڑوی نے امام حاکم کے متعلق لکھا ہے: ''حاکم غالی شیعہ ہے''
(تجلیات صفدر جلد ۱ ص ۴۱۶)
ماسٹر امین نے حاکم کے متعلق مزید لکھا ہے: ''دوسرا راوی ابوعبداللہ الحافظ رافضی خبیث ہے''
(تجلیات صفدر جلد ۱ ص ۴۱۷)
اب دیوبندی بتائیں! کہ سرفراز صفدر نے دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق حدیث کو صحیح کہنے میں امام حاکم کا قول پیش کر کے نیز ایک ''غالی شیعہ'' اور ''رافضی خبیث'' کی تقلید کر کے اور اجماع امت کی مخالفت کر کے اپنے آپ کو دوزخی بنالیا ہے یا ماسٹر امین اوکاڑوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟
نیز ماسٹر امین اوکاڑوی نے اپنی تائید میں ایک روایت نقل کر کے لکھا ہے:
''امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اسکی سند صحیح ہے'' (تجلیات صفدر جلد ۳ ص ۳۱۵)
ماسٹر امین نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے: ''امام نوویؒ بھی امام شافعیؒ کے مقلد تھے...''
(تجلیات صفدر جلد ۴ ص ۲۲۱)
لہٰذا ماسٹر امین نے اپنے ہی اصول کے مطابق امام نووی رحمہ اللہ کی تقلید کی ہے لیکن سعید احمد پالنپوری کے اصول کے مطابق ائمہ اربعہ کی تقلید پر اجماع ہے، انکے علاوہ کی تقلید

ناجائز ہے۔ان دیوبندی اصولوں کے مطابق ماسٹر امین نے امام نووی کا مقلد بن کر ایک ناجائز کام کیا ہے اور تقلید شخصی کی مخالفت بھی کی اور اجماع کا انکار بھی کیا۔

۳۹) ایک جگہ ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''میں تو ابن عدی کے امام، امام شافعیؒ کا بھی مقلد نہیں، آپ کو کس نے بتایا کہ میں ابن عدی کا مقلد ہوں۔'' (تجلیات صفدر جلد۲ص۹۳)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے ایک راوی ''ابوشیبہ'' کی بیان کردہ حدیث کو صحیح ثابت کرنے کیلئے لکھا: ''ابن عدی نے فرمایا له احاديث صالحة وهو خير من ابراهيم بن ابى حية (تہذیب ص۱۴۵، ج۱)'' (تجلیات صفدر جلد۳ص۱۸۳)

ماسٹر نے مزید لکھا ہے: ''...اور ابن عدی کے ہاں ابوشیبہ، ابراہیم بن ابی حیہ (جو کہ ثقہ اور حسن ہے) سے بہتر ہے) اور ابراہیم بن ابی حیہ ثقہ اور حسن الحدیث ہے ونقل عثمان الدارمی عن یحیٰ بن معین انه قال شيخ ثقة كبير (کذا فی اللسان ص۵۳ ج۱)

اب ظاہر ہے کہ جو اس سے بہتر ہوگا وہ حسن سے کم نہیں ہوسکتا۔'' (تجلیات صفدر جلد۳ص۱۸۳)

یہاں ماسٹر امین اوکاڑوی نے ''ابوشیبہ'' کی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ابن عدی کی رائے پیش کی ہے جو ماسٹر امین کے اصول کے مطابق تقلید ہے اور ماسٹر امین نے ابن عدی کی رائے کو مؤثر بنانے کے لئے ائمہ جرح وتعدیل کے طبقات بھی بنائے ہیں لہٰذا لکھا ہے:

''متشددین:۔

شعبہ۔ابوحاتم۔نسائی۔ابن معین۔یحیٰ القطان۔ابن حبان۔ابن جوزی، ابن تیمیہ وغیرہ

متعصبین:۔ جوزجانی۔ذہبی۔بیہقی۔دارقطنی۔خطیب وغیرہ۔

معتدلین:۔ احمد۔ابن عدی وغیرہ۔'' (تجلیات صفدر جلد۳ص۱۷۶)

یہاں چونکہ ماسٹر امین کو ابن عدی رحمہ اللہ کی ضرورت تھی اور اپنے ہی اصول کے مطابق ابن عدی کی تقلید کرنی تھی اس لئے معتدلین میں ان کا شمار کیا لیکن دوسری جگہ ابن عدی رحمہ اللہ کی بات ماسٹر امین کی طبیعت کے خلاف تھی لہٰذا لکھ دیا:

''ابن عدی جرجانی الشافعی (۳۶۵ھ): یہ نہایت متعصب تھے۔'' (تجلیات صفدر جلد۲ص۱۷)

مزید لکھا: ''امام محمد جن کی کتابیں پڑھ کر ابن عدی امام بنا، اسی کے خلاف زبان درازی خوب کی اور امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں لکھا کہ تین سو احادیث میں امام ابوحنیفہ نے خطاء کی ہے''

(تجلیات صفدر جلد ۲ ص ۱۷)

اب دیوبندی بتائیں کہ ماسٹر امین اوکاڑوی اپنی کس کس بات میں سچا اور کس کس بات میں جھوٹا ہے؟

۴۰) فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (اہل حدیث) کے بارے میں ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے کہ ''پھر چوتھا جھوٹ ابن خزیمہ پر بولا کہ ابن خزیمہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔'' (تجلیات صفدر جلد ۲ ص ۲۳۴)

حالانکہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث صحیح ابن خزیمہ (ج ۱ ص ۲۴۳ رقم الحدیث ۴۷۹) میں موجود ہے۔ اگر ماسٹر امین کا مقصد یہ ہے کہ امام ابن خزیمہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ''صحیح'' کا لفظ نہیں لکھا تو عرض ہے کہ آلِ دیوبند کے ''شیخ الاسلام'' تقی عثمانی نے فرمایا: ''چنانچہ اس طبقہ کی کتابوں میں ہر حدیث کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہے، اس طبقہ میں مندرجہ ذیل کتابوں کو شامل کیا جاتا ہے صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطاً، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، المنتقی لابی عبداللہ ابن الجارود، المنتقی للقاسم بن اصبغ، المختارہ لضیاء الدین المقدسی، صحیح ابن السکن، صحیح ابن العوانہ،'' (درس ترمذی ج ۱ ص ۶۳)

نیز اشرف علی تھانوی نے ایک حدیث کے بارے میں لکھا: ''و أورد هذا الحديث ابن الجارود في المنتقى فهو صحيح عنده فانه لا ياتي الابا لصحيح كما صرح به السيوطي في ديباجة جمع الجوامع'' دیکھئے بوادر النوادر (ص ۱۳۵)

نیز ابن حبان کی ایک حدیث کے متعلق ابن ترکمانی حنفی نے کہا: ''وصححه ابن حبان'' اور اسے ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔ (الجوہر النقی ۲۸۴/۱، الحدیث: ۵۰ ص ۲۷)

نیز دیوبندیوں کے ''محدث اور فقیہ'' شوق نیموی نے آثار السنن (ص ۲۳ ح ۴۸)

میں صحیح ابن خزیمہ (۱/۱۴۳ح ۲۸۳) کی ایک حدیث نقل کر کے کہا: "وصححه ابن خزيمة" اور اسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔

حالانکہ وہاں بھی امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح کا لفظ نہیں لکھا۔ فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا ہے: ''امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا صحیح ابن خزیمہ میں کسی حدیث کے ساتھ استدلال کرنا ان کے نزدیک اُس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے،'' (خاتمۃ الکلام ص ۳۱۸)

دیوبندیوں کے امام سرفراز خان صفدر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ''و إذا قرأ فأنصتوا'' کے متعلق لکھا ہے کہ ''...حالانکہ اس حدیث کی ذیل کے آئمہ حدیث تصحیح کرتے ہیں۔ (۱) امام احمد بن حنبلؒ (جوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۷) (۲) امام مسلمؒ (جلد ا ص ۱۷۴) (۳) علامہ ابن حزمؒ (محلی جلد ۳ ص ۲۴۰) (۴) امام نسائی (جلد ا ص ۱۰۷)...''

(احسن الکلام ج ا ص ۲۱۸، ۲۱۹، دوسرا نسخہ ج ا ص ۲۷۲)

حالانکہ امام نسائی رحمہ اللہ نے مذکورہ صفحے پر صحیح کا لفظ نہیں لکھا۔

اب دیوبندی بتائیں! کیا تقی عثمانی، اشرفعلی تھانوی، شوق نیموی، ابن ترکمانی حنفی، فقیر اللہ دیوبندی اور سرفراز صفدر جھوٹے ہیں یا اوکاڑوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟

۴۱) دیوبندیوں کے امام سرفراز صفدر نے بریلویوں کے خلاف اپنی تائید میں، محمد بن سائب کلبی کے متعلق حافظ ابن حجر کا قول یوں نقل کیا ہے: ''حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تمام ثقہ اہل نقل اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابل قبول نہیں ہے (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۷۸ تا ص ۱۸۱)'' (تنقید متین ص ۱۶۸)

سرفراز نے مزید لکھا ہے: ''...جب کوئی مصنّف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصّہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وُہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔'' (تفریح الخواطر ص ۲۹)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (راہِ ہدایت ص ۱۳۸)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''اجماع اُمت کا مخالف بنصِ کتاب وسنت دوزخی ہے۔''

(تجلیات صفدر جلد ا ص ۲۸۷)

اوکاڑوی نے مزید کہا: ''آنحضرت ﷺ نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والے کو شیطان اور دوزخی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ)'' (تجلیات صفدر ج۶ ص۱۸۹)

ظاہر ہے کہ ان دیوبندی اصولوں کے مطابق جو کوئی بھی کلبی کی روایت کو قبول کرے گا وہ دوزخی اور شیطان ہوگا۔ لیکن دوسری طرف خود ماسٹر امین اوکاڑوی نے کلبی کی روایت کو قبول کیا ہے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (ج۲ ص۳۵۰، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

☆ عبدالغنی طارق لدھیانوی نے بھی کلبی کی روایت کو قبول کیا ہے۔ دیکھئے شادی کی پہلی دس راتیں (ص۸)

☆ دیوبندیوں کے ''شیخ الحدیث'' فیض احمد ملتانی نے بھی کلبی کی روایت کو قبول کیا ہے۔ دیکھئے نماز مدلل (ص۱۲۸)

☆ ''مفتی'' احمد ممتاز دیوبندی نے بھی کلبی کی روایت کو قبول کیا ہے۔ (دیکھئے آٹھ مسائل ص۱۹)

اب دیوبندی بتائیں کہ اگر کلبی کی روایت کو بریلوی قبول کریں تو انھیں اجماع کا مخالف سمجھا جائے اور اگر دیوبندی حضرات اسی کلبی کی روایت کو قبول کریں تو انھیں بھی اجماع کا مخالف سمجھ کر دوزخی سمجھا جائے یا سرفراز صفدر کو اور ماسٹر امین اوکاڑوی کو متعارض و متناقض اصول بنانے کی وجہ سے جھوٹا سمجھا جائے؟

۴۲) ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ، تابعینؒ، محدثینؒ و مجتہدینؒ کو غیر مقلد کہنا انکی سخت توہین ہے'' (تقریظ علی الکلام المفید ص ن)

دوسری طرف اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے فرمایا:

''کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلّد ہونا یقینی ہے۔'' (مجالس حکیم الامت ص۳۴۵)

ائمہ اربعہ کے بارے میں تھانوی سے پہلے طحطاوی (حنفی) نے لکھا تھا:

''وھم غیر مقلدین'' اور وہ غیر مقلد تھے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ۱/۵۱)

اب دیوبندی بتائیں کہ کیا ائمہ اربعہ مجتہدین نہیں تھے یا پھر اشرفعلی تھانوی اور طحطاوی نے ائمہ اربعہ کی توہین کی ہے یا ماسٹر امین اوکاڑوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟ [جاری ہے]

تصنیف: حافظ ابن کثیر ترجمہ: حافظ زبیر علی زئی

اختصار علوم الحدیث (قسط نمبر ۹)

(۲۵) پچیسویں قسم: کتابتِ حدیث، اس کا ضبط اور اندراج

صحیح مسلم میں (سیدنا) ابو سعید (الخدری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ اور لکھا ہے تو وہ اسے مٹا دے۔ (ح ۳۰۰۴)

ابن الصلاح نے کہا: (سیدنا) عمر، ابن مسعود، زید بن ثابت، ابو موسیٰ (الاشعری) اور ابو سعید (الخدری) وغیرہم صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور (ان کے بعد) تابعین (رحمہم اللہ) سے اس (کتابتِ حدیث) کی کراہت مروی ہے۔ (سیدنا) علی، حسن بن علی، انس اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم صحابہ اور (ان کے بعد) تابعین سے لکھائی یا اس کا جواز مروی ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: صحیحین میں یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو شاہ کے لئے (میرا خطبہ) لکھو۔ (صحیح بخاری: ۱۱۲، ۲۳۰۲، ۶۴۸۶ و صحیح مسلم: ۱۳۵۵)

اس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''المقدمات'' کے شروع میں لکھی ہے۔ وللہ الحمد

بیہقی اور ابن الصلاح وغیرہما نے کہا: ہو سکتا ہے کہ یہ ممانعت اس وقت تھی جب قرآن کے ساتھ اس کے التباس (گڈ مڈ ہونے) کا ڈر تھا اور جب یہ خوف ختم ہوا تو اجازت دے دی گئی۔ واللہ اعلم (دیکھئے المدخل للبیہقی ص ۴۱۰، علوم الحدیث لابن الصلاح ص ۱۶۰)

علمائے کرام نے بعد والے ادوار میں کتابتِ حدیث کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے اور یہی بات بغیر کسی انکار کے (ہمارے زمانے میں) جاری و ساری اور مشہور ہے۔

جب یہ بات مقرر ہو گئی تو حدیث اور دوسرے علوم لکھنے والے کو چاہئے کہ اصل کتاب میں طالب علموں وغیرہ پر مشکل الفاظ کو عام لوگوں کی اصطلاح کے مطابق نقطوں، شکل اور اعراب میں ضبط کر کے لکھے اور اگر حاشیے پر لکھ دے تو (بھی) اچھا ہے۔

اسے واضح (اور صاف) لکھنا چاہئے۔ بغیر عذر کے باریک لکھنا اور حروف کو ایک دوسرے سے ملا کر گڈ مڈ کر دینا مکروہ ہے۔امام احمد (بن حنبل) نے اپنے چچازاد بھائی حنبل (بن اسحاق) کو باریک خط لکھتے دیکھا تو فرمایا: ایسا نہ کر، ایک دن (بڑھاپے اور ضعفِ بصارت کے وقت) اس کا محتاج ہوگا تو یہ تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ (۱)

ابن الصلاح نے کہا: ہر دو حدیثوں کے درمیان گول دائرہ بنا دینا چاہئے۔ یہ بات ہمیں ابوالزناد، احمد بن حنبل، ابراہیم الحربی اور ابن جریر الطبری سے پہنچی ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: میں نے یہ بات (گول دائرہ) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے خط میں دیکھی ہے۔خطیب بغدادی نے کہا: دائرے کو خالی چھوڑنا چاہئے پھر جب اس کی مراجعت کرے تو اس میں نقطہ لگا دے۔ (۲)

ابن الصلاح نے کہا: عبداللہ بن فلان اس طرح لکھنا کہ ایک سطر کے آخر میں ''عبد'' اور دوسری سطر کے شروع میں ''اللہ'' ہو ایسا لکھنا مکروہ ہے بلکہ ''عبداللہ'' کو ایک سطر میں اکٹھا لکھنا چاہئے۔

انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے رسول پر درود کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اگر یہ بار بار بھی ہو تو لکھنے سے نہیں اُکتانا چاہئے کیونکہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

انھوں نے فرمایا: امام احمد وغیرہ کے لکھے ہوئے خط میں جہاں درود نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے (جیسی سُنی ویسی) روایت مراد لی ہے۔

خطیب نے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ وہ (احمد بن حنبل بعض اوقات) نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر زبانی

....

(۱) الجامع فی اخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب: ۵۳۷ وسندہ صحیح، محمد بن الحسن (ھو ابن الحسین) الآجری ثقہ امام

(۲) الجامع فی اخلاق الراوی وآداب السامع (۱/۲۷۳)

میرے پاس مسندِ حمیدی کے جس قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ ہے اس میں ہر حدیث کے آخر میں دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں یعنی یہ صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے۔ والحمدللہ

درود پڑھتے تھے اور لکھتے نہیں تھے۔

ابن الصلاح نے کہا: درود وسلام کو مکمل لکھنا چاہئے نہ کہ کم (یا) اشارے میں لکھنا اور صرف ''علیہ السلام'' پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ مکمل اور واضح طور پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنا چاہئے۔ (۱)

انھوں (ابن الصلاح) نے کہا: اپنی اصل (کتاب) کا دوسری قابلِ اعتماد اصل (کتاب) سے مقابلہ کرنا چاہئے، خود بھی اور دوسرے کے ساتھ بھی جو قابلِ اعتماد حافظ ہو۔ بعض لوگ تشدد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صرف خود ہی اکیلے مقابلہ (دونوں نسخوں کی باہم مراجعت) کرے گا حالانکہ یہ بات غلط اور مردود ہے۔

شیخ ابوعمرو (ابن الصلاح) نے یہاں تخریج (غلطیاں نکالنے) تضبیب (مراجعت) کے بعد لفظ پر ص یا ض وغیرہ لکھنا تاکہ یہ ثابت کیا جائے کہ یہ لفظ اسی طرح مروی ہے اور اس میں خطا یا کچھ رہ جانے کا احتمال ہے) اور تصحیح (اصلاح) وغیرہ عام وخاص اصطلاحات سے متعلقہ اُمور پر بہت زیادہ تفصیل سے کلام کیا ہے۔ انھوں نے دوسندوں کے درمیان ''ح'' مہملہ پر کلام کیا ہے کہ یہ تحویل، دوسندوں کے درمیان حائل یا الحدیث سے ماخوذ ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: بعض لوگوں کو یہ وہم ہے کہ یہ ''خ'' معجمہ ہے یعنی دوسری سند۔ پہلی بات ہی مشہور ہے اور بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(مثلاً دیکھئے شرح النووی علیٰ صحیح مسلم ۱/۳۸)

....

(۱) معلوم ہوا کہ جو لوگ صرف ''ص'' یا ''صلعم'' وغیرہ لکھتے ہیں ان کا یہ عمل غلط ہے۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا ثابت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام، تابعینِ عظام، تبع تابعین اور محدثین وعلماء آپ کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے تھے جیسا کہ حدیث کی کتابوں اور قدیم ترین مخطوطات سے ثابت ہوتا ہے بلکہ ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فینزل عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم ...'' إلخ

دیکھئے صحیح مسلم (درسی نسخہ ج ۲ ص ۳۹۲ ح ۲۸۹۷، عربی نسخہ ج ۴ ص ۲۲۲۱، مطبوعہ دارالسلام ص ۱۲۵۴)

حافظ زبیر علی زئی

عقائد میں صحیح خبر واحد حجت ہے

بعض اہلِ کلام مثلاً معتزلہ وغیرہ اور (اُن کے متبعین) بعض اہلِ اُصولِ فقہ کے نزدیک (صحیح) خبرِ واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُن کے خیال میں عقیدہ صرف دلیلِ قطعی یعنی قرآن یا حدیثِ متواتر سے ہی ثابت ہوتا ہے۔
دیکھئے الفَرق بین الفِرق (ص ۱۸۰) فتح الباری (۲۳۳/۱۳) رسالۃ التوحید لمحمد عبدہ (ص ۲۰۲) موقف المعتزلہ من السنۃ النبویۃ (ص ۹۲۔۹۳) شرح الکوکب المنیر فی اصول الفقہ (۳۵۰/۲۔ ۳۵۲) اور یوسف بن عبداللہ بن یوسف الوابل کی کتاب ''اشراط الساعۃ'' (ص ۴۱، ۴۲)

محمود شلتوت نامی ایک بدعتی اور ضال مضل نے دعویٰ کیا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ خبرِ واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا اور نہ غیبی اُمور میں اس پر اعتماد صحیح ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ شلتوت ص ۶۲، اشراط الساعۃ ص ۴۱، ۴۲) !

شیخ یوسف الوابل لکھتے ہیں:

اور یہ قول مردود ہے کیونکہ جب ثقہ راویوں کی روایت سے حدیث صحیح ثابت ہو جائے اور صحیح سند سے ہم تک پہنچ جائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب (فرض) ہے، چاہے خبرِ متواتر ہو یا خبرِ واحد اور یہ علمِ یقینی کا فائدہ دیتی ہے اور یہی ہمارے سلف صالحین کا مذہب ہے۔ (اشراط الساعۃ ص ۴۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط﴾ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ جب کسی معاملے میں اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو پھر انھیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہو۔ (الاحزاب: ۳۶)

یعنی اللہ اور رسول کے فیصلے کے بعد کسی شخص کو اُس کے مخالف کوئی اختیار نہیں ہے۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ﴾ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ (آل عمران:۳۲)

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

خبرِ واحد پر کسی رد کے بغیر صحابہ وتابعین کے درمیان، وسیع پیمانے پر عمل جاری وساری تھا اور یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ خبرِ واحد کے مقبول ہونے پر متفق تھے۔ (فتح الباری ۲۳۴/۱۳)

ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

خبرِ واحد کو عمل یا تصدیق کے لحاظ سے (ساری) اُمت کی تلقی بالقبول حاصل ہو تو جمہور اُمت کے نزدیک یہ یقینی علم کا فائدہ دیتی ہے اور یہ متواتر کی دو قسموں میں سے ایک ہے، سلف صالحین کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ ص۳۹۹، ۴۰۰)

امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الرسالۃ میں ''**الحجة في تثبيت خبر الواحد**'' یعنی خبرِ واحد کے حجت ہونے کا باب باندھا ہے۔ (دیکھئے ص ۴۰۱ قبل فقرہ:۱۱۰۱)

بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

جب میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث بیان کی جائے اور میں اسے نہ لوں تو گواہ رہو کہ میری عقل زائل ہو چکی ہے۔

(مناقب الشافعی ج۱ ص۴۷۴ وسندہ صحیح، تحقیقی مقالات جلد اول ص۱۵۷)

معلوم ہوا کہ عقیدہ ہو یا عمل، جو شخص صحیح حدیث پر عمل نہ کرے تو امام شافعی اسے پاگل سمجھتے تھے اور آپ خبرِ واحد کو قبول کرنا فرض سمجھتے تھے۔ (دیکھئے جماع العلم للشافعی ص۸ فقرہ:۱)

آپ نے اپنے شاگرد (امام) ربیع بن سلیمان المرادی سے فرمایا: میں ایک بات ایسی بتاتا ہوں جو تجھے ان شاء اللہ بے نیاز کر دے گی، رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث کبھی نہ چھوڑنا اِلا یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف کوئی دوسری حدیث آجائے تو پھر اختلاف میں اسی طرح کرنا جس طرح میں نے تجھے بتایا ہے۔ (مناقب الشافعی للبیہقی ج۱ ص۴۷۲ وسندہ صحیح)

''رسول اللہ ﷺ کی حدیث'' سے آپ کی صحیح وثابت حدیث مراد ہے کیونکہ ضعیف ومردود روایت تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہی نہیں ہے۔

امام ابوبکر الحمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مصر میں تھا، پھر محمد بن ادریس الشافعی نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ اس حدیث کو لیتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھے (یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے) کنیسہ سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے یا مجھ پر زنار (ہندوؤں یا عیسائیوں کا خاص نشان) ہے؟ جب میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی حدیث ثابت ہوجائے تو میں اسی کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں اور وہی میرا قول ہے اور اسی کا میں دفاع کرتا ہوں، اور اگر میرے نزدیک حدیث ثابت نہ ہو تو میں اسے اپنا قول نہیں بناتا، کیا تو نے مجھ پر زنار دیکھا ہے کہ میں حدیث کے مطابق فتویٰ نہ دوں؟ (حلیۃ الاولیاء ج۹ص۱۰۶، وسندہ صحیح)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یوسف الوابل لکھتے ہیں:

امام شافعی نے خبرِ واحد اور خبرِ متواتر میں کوئی فرق نہیں کیا، اور اسی طرح آپ نے عمل اور عقیدے میں کوئی فرق نہیں کیا بلکہ سارا دارومدار تو حدیث کے صحیح ہونے پر ہے۔

(اشراط الساعۃ ص۴۳)

امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات سے پہلے اپنی آخری وصیت میں بھی کتاب وسنت کی اتباع اور قرآن وحدیث کے خلاف ہر بات کو متروک قرار دینے کا حکم فرمایا۔

دیکھئے مناقب الشافعی للبیہقی (۲۸۸/۲ وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کی تو وہ شخص ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

(مناقب احمد لابن الجوزی ص۱۸۲، وسندہ حسن)

حافظ ابن تیمیہ نے اعلان کیا: سنت اگر ثابت ہوجائے تو تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ اُس پر عمل واجب ہے۔ (مجموع فتاویٰ ۸۵/۱۹)

جولوگ خبرِ واحد کے حجت ہونے کا انکار کرتے ہیں، اُن کا رد کرتے ہوئے ابن القیم نے فرمایا: اور اسی میں سے صحابہ کا ایک دوسرے سے حدیثیں بیان کرنا ہے کیونکہ جب انھیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی (صحابی) حدیث بیان کرتا تو ان میں سے کوئی بھی اسے یہ نہ کہتا: رسول اللہ ﷺ سے تمھاری خبر خبرِ واحد ہے، یہ جب تک متواتر نہیں ہوگی تو علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دے گی۔!

ان صحابہ میں سے اگر کوئی دوسرے کے سامنے صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا تو وہ قطعاً اور یقیناً اس صفت کا عقیدہ رکھتا تھا جیسا کہ رُویتِ باری تعالیٰ، اللہ کا کلام کرنا، اس کا قیامت کے دن اپنے بندوں کو ایسی آواز کے ساتھ پکارنا جسے قریب اور دور والے سب سنیں گے، ہر رات اللہ کا آسمانِ دنیا پر نزول، ضحک فرمانا، خوش ہونا، آسمانوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں سے ایک انگلی سے پکڑنا اور اس کے قدم کا اثبات۔

جس نے بھی اپنے ساتھی کو رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے یہ احادیث بیان کرتے ہوئے سنا تو صرف ثقہ عادل سے سننے کے ساتھ ہی اس کے ثبوت کا عقیدہ رکھ لیتا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کرتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات انھوں نے احکام کی بعض احادیث میں شک کا اظہار کیا... لیکن کسی نے بھی احادیثِ صفات میں کسی قسم کی دلیل کا مطالبہ کبھی نہیں کیا بلکہ وہ راوی کی رسول اللہ ﷺ سے روایت سن کر سب سے جلدی انھیں قبول کرتے، تصدیق کرتے، اس کے مدلول کا جزم کرتے اور ان کے ساتھ صفات کا اثبات کرتے تھے۔ جس شخص کو سنت کے ساتھ ادنیٰ سا بھی تعلق اور نسبت ہے تو وہ جانتا ہے اور اگر یہ بات واضح نہ ہوتی تو ہم ایک سو (۱۰۰) سے زیادہ مثالیں پیش کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے علم حاصل ہونے کی نفی کرنے والوں نے جس (نام نہاد) اصول پر اعتماد کیا ہے، اُس سے انھوں نے یقینی طور پر معلوم شدہ اجماعِ صحابہ، اجماعِ تابعین اور ائمہ اسلام کے اجماع کی مخالفت کی ہے اور اس طرح انھوں نے معتزلہ، جہمیہ، روافض اور خوارج کی موافقت کی ہے جنھوں نے اس حرمت کو پامال کیا اور بعض (نام

نہاد) فقہاء اور اُصولیوں (اصولِ فقہ اور علمِ کلام والوں) نے ان (مبتدعین وضالین) کی اتباع کی ورنہ سلف صالحین میں سے کوئی بھی ان لوگوں کا موافق نہیں تھا بلکہ اماموں نے صاف طور پر ان کی مخالفت کی ہے۔ مالک، شافعی، اصحابِ ابی حنیفہ، داود بن علی اور اصحابِ داود مثلاً ابومحمد ابن حزم نے کہا کہ خبرِ واحد (یقینی) علم کا فائدہ دیتی ہے۔ (مختصر الصواعق المرسلہ ۲/ ۳۶۱، ۳۶۲)

خبرِ واحد کے حجت ہونے کا انکار کرنے والوں کو جو شبہ لگا ہے کہ خبرِ واحد ظنی ہونے کا فائدہ دیتی ہے اور اس سے وہ ظنِ راجح مراد لیتے ہیں جس میں غلطی، غفلت یا بھول کا ممکنہ جواز ہے اور (ان کے نزدیک) احکام میں بالاتفاق ظن راجح پر عمل کرنا واجب ہے لیکن اعتقادی مسائل میں جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ بعض آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں اتباعِ ظن (ظن کی پیروی) سے منع کیا گیا ہے، مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ یہ لوگ صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور بے شک حق کے مقابلے میں ظن کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ (النجم: ۲۸)

اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کا اس آیت اور اس جیسی دوسری آیات سے استدلال مردود ہے کیونکہ یہاں ظن سے مراد ظنِ غالب نہیں ہے بلکہ یہاں ظن شک، جھوٹ، اٹکل پچو اور اندازے کے بارے میں استعمال ہوا ہے۔ ابن اثیر کی کتاب النہایہ فی غریب الحدیث والاثر (۳/ ۱۶۲۔۱۶۳) اور لسان العرب وغیرہما کتبِ لغت میں آیا ہے کہ ظن اُس شک کو کہتے ہیں جو آپ کے نزدیک کسی چیز کے بارے میں واقع ہو جائے لہٰذا اُس کی تحقیق کرو اور مضبوط رائے اختیار کرو۔

﴿ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ﴾ اور ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ (النجم: ۲۸) کے بارے میں حافظ ابن کثیر نے فرمایا: یعنی اُن کے پاس ایسا صحیح علم نہیں ہے جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے بلکہ وہ جھوٹ، افتراء اور کفر شنیع ہے۔

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ یہ لوگ صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور بے شک حق کے مقابلے میں ظن کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ (النجم: ۲۸)

یعنی ظن کوئی فائدہ نہیں دیتا اور نہ کبھی حق کے قائم مقام ہوتا ہے۔
صحیح بخاری (۵۱۴۳) اور صحیح مسلم (۲۵۶۳) میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((إیا کم و الظن فإن الظن أکذب الحدیث .))
ظن سے بچو کیونکہ ظن سب سے جھوٹی بات ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۷؍۴۳۴)

شک اور جھوٹ وہ ظن ہے جس کی مذمت اللہ نے فرمائی ہے اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کیا ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴾ وہ صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور وہ صرف اٹکل پچو اندازوں پر گامزن ہیں۔ (الانعام:۱۱۶)

پس اللہ نے انھیں گمان اور اندازے پر چلنے والا قرار دیا جو کہ صرف اٹکل پچو اور اندازے کو کہتے ہیں۔ اگر اٹکل پچو جھوٹا اندازہ ہی ظن ہے تو پھر احکام میں بھی اس پر عمل جائز نہیں ہے کیونکہ احکام کی بنیاد شک اور جھوٹے اندازے پر نہیں ہے۔

راوی کی غفلت اور بھول جانے کا اعتراض بھی غلط ہے کیونکہ ثقہ ضابط راویوں (جو غفلت اور بھول سے بچنے والے تھے) کی صحیح روایت میں راوی کی خطا کا احتمال نہیں ہے اور یہ عادت جاری و ساری ہے کہ ثقہ ضابط راوی نہ غافل ہوتا ہے اور نہ جھوٹ بولتا ہے لہٰذا صرف عقلی احتمال کی وجہ سے اس کی روایت رد کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

خبرِ واحد قبول کرنے کے دلائل:

۱: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴾ یہ نہیں ہوسکتا کہ سارے مومنین (علم سیکھنے کے لئے) نکل پڑیں لہٰذا کیوں نہ ہر ہر گروہ میں سے (ایک آدمی یا) کچھ آدمی نکلیں تا کہ دین میں تفقہ سیکھیں اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں تا کہ وہ (نافرمانیوں اور غلطیوں سے) بچ جائیں۔ (التوبہ:۱۲۲)

یہ آیت مومنین کو دین میں تفقہ سیکھنے کی ترغیب دیتی ہے اور اس آیت میں طائفہ سے مراد ایک شخص بھی ہوسکتا ہے اور زیادہ بھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی کو بھی طائفہ کہا جاسکتا ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اگر مومنوں کے دو طائفے آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کراؤ۔ (الحجرات: ۹) پس اگر دو آدمی لڑ پڑیں تو وہ اس آیت کے مفہوم میں شامل ہیں۔ (صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۳/۲۳۱ قبل ح ۷۲۴۶)

لہٰذا اگر ایک آدمی کی خبر پر دینی اُمور میں عمل کیا جائے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کی بیان کردہ حدیث حجت ہے۔ دین میں تفقہ سیکھنے میں عقائد اور احکام دونوں شامل ہیں بلکہ احکام میں تفقہ سے عقیدے میں تفقہ زیادہ اہم ہے۔ (مثلاً دیکھئے العقیدہ فی اللہ ص ۵۱)

۲: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا ﴾ اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق کسی خبر کے ساتھ آئے تو اس کی تحقیق کرلو۔

(الحجرات: ٦)

یہ آیت ثقہ (قابلِ اعتماد) راوی کی خبرِ واحد کے مقبول ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس کے لئے تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر اس کی روایت سے یقینی علم کا فائدہ نہ ہوتا تو فاسق وغیر فاسق ہر راوی کی خبر کی تحقیق کا حکم ہوتا۔

۳: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ پھر اگر تمھارا کسی چیز میں اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ (النساء: ۵۹)

حافظ ابن القیم نے فرمایا: مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ رسول کی طرف لوٹانا آپ کی زندگی میں آپ کی طرف رجوع اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف رجوع ہے۔ اس پر ان کا اتفاق ہے کہ اس کی فرضیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوئی لہٰذا اگر آپ کی متواتر احادیث اور خبرِ واحد والی احادیث سے علم و یقین کا فائدہ نہ ہوتا تو آپ کی طرف لوٹانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ (مختصر الصواعق المرسلة علی الجہمیہ والمعطلہ ۲/۳۵۲)

حدیث اور خبر واحد

احادیثِ مبارکہ سے تو خبرِ واحد کے حجت ہونے کے بے شمار دلائل ہیں مثلاً:

① رسول اللہ ﷺ اپنے ایلچی، مبلغین اور امراء ایک ایک کر کے بھی بھیجتے تھے اور لوگ تمام احکام میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے، چاہے یہ احکام عملی ہوں یا اعتقادی مثلاً رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کو نجران کی طرف، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف اور سیدنا دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بصریٰ (شام) کے عیسائی سربراہ کی طرف بھیجا تھا۔ دیکھئے صحیح البخاری (مع فتح الباری ۱۳/۲۳۲، ۲۶۱/۳، ۲۴۱/۱۳)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ قُبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والے شخص نے آ کر انھیں بتایا: آج رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبے کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر وہ سارے لوگ نماز میں ہی کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئے، حالانکہ اس سے پہلے اُن کا رخ (بالکل مخالف سمت) شام کی طرف تھا۔ (صحیح بخاری: ۷۲۵۱)

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس مسئلے کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ احکام سے ہے کیونکہ نماز تو ایمان (یعنی عقیدے) میں سے ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرۃ (۱۴۳)

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں اپنی باری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا تو واپس آ کر اپنے ساتھی کو اس دن کی باتیں بتاتا تھا اور جب اس ساتھی (انصاری) کی باری ہوتی تو وہ مجھے بتاتے تھے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۷۲۵۶ ملخصاً مفہوماً)

صحابۂ کرام کا یہی طرزِ عمل تھا کہ وہ ایک دوسرے کی روایات پر اعتماد کرتے تھے چاہے ان کا تعلق عقائد سے ہوتا تھا یا احکام سے۔

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ)) إلخ

اللہ اُس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے یاد کرلیا

حتیٰ کہ دوسرے آدمی تک اسے پہنچا دے۔الخ

(سنن الترمذی:۲۶۵۶ وقال: ''حدیث حسن'' وسندہ صحیح وصححہ ابن حبان، الموارد:۷۲، الاحسان:۶۷۹)

یہ حدیث عام ہے اور عقائد، اعمال اور فضائل وغیرہ تمام احادیث کے یاد کرنے اور آگے بیان کرنے کی اہم دلیل ہے۔ سلف صالحین مثلاً صحابہ، تابعین اور تبع تابعین وغیرہم میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ صحیح خبر واحد حجت نہیں ہے بلکہ خبرِ واحد کے حجت نہ سمجھنے کی بدعت فلسفۂ یونان کے اُن اُصولیوں کی ایجاد ہے جو بدعات میں سرتاپا غرق تھے۔

خبرِ واحد کی حجیت کے مفصل دلائل کے لئے دیکھئے: ۱۔ خبر الواحد وحجیتہ لأحمد محمود الشنقیطی ۲۔ الحدیث حجۃ بنفسہ فی العقائد والاحکام للالبانی ۳۔ وہ کتابیں جن میں منکرینِ حدیث پر رد ہے مثلاً: عظمتِ حدیث (تالیف مولانا عبدالغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ)

اور انکارِ حدیث سے انکارِ قرآن تک (تالیف: مولانا ابوزکریا عبدالسلام الرستمی حفظہ اللہ)

تنبیہ: اس مضمون میں یوسف بن عبداللہ بن یوسف الوابل کی کتاب ''اشراط الساعۃ'' (ص ۴۱۔۵۲) سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔ (۱۲/نومبر ۲۰۰۸ء)

اعلانات

☆ مولانا ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ ۲۹/ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶/ جنوری ۲۰۰۹ء کو فوت ہوگئے۔ اُن کے بارے میں قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی کا مضمون اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ

☆ نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین (طبع اول تا طبع دسمبر ۲۰۰۷ء) میں صفحہ ۱۰۶ پر سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی تخریجِ حدیث والے جدول میں 4 کے بجائے 5 کا ہندسہ بار بار چھپ گیا ہے جبکہ اسی کتاب میں صفحہ ۱۲۴ پر اسی حدیث میں 5 کے بجائے 4 کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اور یہی صحیح ہے لہٰذا اپنے نسخوں کی اصلاح کرلیں۔

☆ الیاس گھمن دیوبندی حیاتی کے رسالے ''قافلۂ حق'' کے پچاس (50) جھوٹ باحوالہ اور اُن کا رد اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ

حافظ زبیر علی زئی

پگڑی (عمامہ) پر مسح کرنا، جائز ہے

اس مختصر و جامع مضمون میں وہ احادیثِ صحیحہ اور آثارِ ثابتہ پیشِ خدمت ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وضو کرتے وقت پگڑی (عمامہ) پر مسح کرنا صحیح اور جائز ہے:

۱: سیدنا عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''**رأیت النبيّ ﷺ یمسح علٰی عمامته و خفیه** ''میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ اپنے عمامہ اور اپنے موزوں پر مسح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج۱ص۳۳ ح۲۰۵)

۲: رسول اللہ ﷺ کے مؤذن بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''**أن رسول اللّٰه ﷺ مسح علی الخفین و الخمار** ''

بے شک رسول اللہ ﷺ نے موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔ (صحیح مسلم ج۱ص۱۳۴ ح۲۷۵)

محمد زکریا اقبال دیوبندی نے اس حدیث کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

''کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور عمامہ پر مسح کیا'' (تفہیم المسلم ج۱ص۴۷۵ ح۵۳۵)

نیز دیکھئے القاموس الوحید (ص۴۷۴)

۳: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''**فمسح بناصیته و علی العمامة وعلی الخفین** ''پھر آپ (ﷺ) نے اپنی پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔

(صحیح مسلم ج۱ص۱۳۴ ح۲۷۴)

۴: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جہادی دستہ بھیجا تو انھیں حکم دیا کہ وہ عصائب (پگڑیوں) اور تساخین (موزوں) پر مسح کریں۔ (سنن ابی داود مترجم مطبوعہ دارالسلام ج۱ص۱۷۸ ح۱۴۶، مسائل الامام احمد، روایۃ عبداللہ بن احمد ۱/۱۲۵، فقرہ:۱۶۱)

[امام احمد نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا: ''**وبه أقول** ''اور میں اسی کا قائل ہوں۔]

اس حدیث کی سند صحیح ہے، اسے حاکم (۱/۱۶۹) اور ذہبی دونوں نے صحیح قرار دیا ہے اور اس

روایت پر جرح صحیح نہیں ہے۔ نیز دیکھئے نصب الرایہ (۱/۱۶۵)

ان احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ صرف عمامہ پر (بشرطیکہ وضو کے بعد باندھا ہو) مسح کرنا صحیح اور سنت ہے اور پیشانی اور پگڑی دونوں پر مسح کرنا بھی صحیح اور جائز ہے۔

۵: عاصم الاحول رحمہ اللہ (تابعی) سے روایت ہے کہ میں نے انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) کو موزوں اور عمامہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲ ح ۲۲۴ وسندہ صحیح)

۶: ابو غالب رحمہ اللہ (تابعی، صدوق وثقہ الجمہور) سے روایت ہے کہ میں نے ابوامامہ (صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ) کو عمامہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲ ح ۲۲۲ وسندہ حسن)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے تھے۔

دیکھئے الاوسط لابن المنذر (۱/۴۶۸ وسندہ حسن)

۷: طارق بن عبدالرحمٰن البجلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حکیم بن جابر (رحمہ اللہ) کو عمامہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲ ح ۲۲۷ وسندہ حسن)

۸: اشعث بن اسلم العجلی کے والد سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوموسیٰ (الاشعری رضی اللہ عنہ) قضائے حاجت سے باہر آئے (تو وضو کیا) پھر آپ نے اپنی ٹوپی (قلنسوہ) پر مسح کیا۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۴۲۸ وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲ ح ۲۲۱، الاوسط لابن المنذر ۱/۴۶۸، کتاب العلل للامام احمد ۱/۵۰۷ ح ۱۱۸۴، دوسرا نسخہ ۱/۲۰۲ ح ۱۱۰۲)

۹: سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**إن شئت فامسح علی العمامۃ و إن شئت فانزعھا**" اگر تم چاہو تو عمامہ پر مسح کرو اور اگر چاہو تو (مسح نہ کرو) اسے اُتار دو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲ ح ۲۲۵ وسندہ صحیح)

امام یحییٰ بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے یعنی یہ اس کی دلیل ہے کہ سفیان نے اپنے استاذ سے یہ حدیث سنی تھی۔ والحمدللہ

۱۰: امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا: عمامہ پر مسح کرنا چاہئے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! پوچھا گیا: اگر سر کے کسی حصے پر کوئی مسح نہ ہو یعنی صرف عمامہ پر ہی مسح ہو؟ انھوں نے فرمایا:

جی ہاں! اور جب اس عمامہ کو اُتارے گا تو دوبارہ وضو کرے گا جیسے کہ موزے اتارنے والا دوبارہ وضو کرتا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: بالکل اسی طرح بات ہے جیسا کہ انھوں نے (امام احمد) نے فرمایا ہے۔ (مسائل احمد واسحاق، روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج ۱؍۵۷ فقرہ:۲۴)

امام احمد سے پوچھا گیا: عمامہ پر کس طرح مسح کرنا چاہئے؟ انھوں نے فرمایا: جس طرح موزے پر مسح کیا جاتا ہے، بالکل یہی بات ہے۔ (مسائل احمد روایۃ ابی داود ص ۸)

۱۱: امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی عمامہ پر مسح کے قائل تھے۔ دیکھئے فقرہ سابقہ: ۱۰

۱۲: امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر عمامہ پر مسح کیا جائے تو اثر (حدیث وآثار) کی رُو سے جائز ہے۔ (سنن الترمذی: ۱۰۰، وسندہ صحیح)

ان احادیث وآثار کے مقابلے میں دیوبندی فرقے والے کہتے ہیں کہ

''صرف پگڑی پر مسح صحیح نہیں'' دیکھئے نعیم الدین دیوبندی عرف انوار خورشید کی کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' (ص ۱۷۱)

تنبیہ: موزوں کی طرح وضو کرنے کے بعد باندھے ہوئے عمامہ پر اُس وقت تک مسح جائز ہے جب تک اسے کھول نہ دیا جائے۔ یہ مسح جائز ہے، فرض یا واجب نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص عمامہ پر مسح نہ کرے تو بھی جائز ہے لیکن عمامہ پر مسح کرنے والے کو منع کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے اعلان کیا:

''**والحق عندي أن المسح على العمامة ثابت فى الأحاديث ...**'' إلخ

میرے نزدیک حق یہ ہے کہ عمامہ (پگڑی) پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ الخ

(فیض الباری ج ۱ ص ۳۰۴، مولانا ابوصہیب محمد داود ارشد حفظہ اللہ کی کتاب ''حدیث اور اہلِ تقلید'' ج ۱ ص ۲۲۰)

دیوبندیوں کے بعض شبہات کے مختصر اور جامع جوابات درج ذیل ہیں:

۱/۱: بعض الناس نے کہا: اللہ نے فرمایا: اور اپنے سر پر مسح کرو۔ (المائدہ:۶)

عرض ہے کہ جب سر ننگا ہو تو (پورے) سر پر مسح کرنا چاہئے اور اگر عمامہ ہو تو اس کے ذکر سے یہ آیتِ کریمہ ساکت ہے لہٰذا صحیح حدیث کے ذریعے سے جو مسئلہ ثابت ہو، اُس کے

خلاف یہ آیت پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس آیت میں یہ قطعاً نہیں کہ اگر سر پر عمامہ ہو تو اُس پر مسح صحیح نہیں لہٰذا اس آیت سے محرّف انہ استدلال کرتے ہوئے یہاں پیش کرنا غلط ہے۔

۲/۱: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے حصے پر مسح فرمایا اور پگڑی کو نہ کھولا۔ (سنن ابی داود ج۱ ص۱۹)

عرض ہے کہ یہ روایت ابو معقل نامی مجہول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن القطان وغیرہ نے اس راوی کے بارے میں کہا: مجہول (دیکھئے بذل المجہود ج۱ ص۳۶۱ ح۱۴۷)

۲: عطاء بن ابی رباح تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو پگڑی کو سر سے ہٹایا اور سر کے اگلے حصے یا پیشانی پر پانی سے مسح فرمایا۔ (کتاب الام للشافعی ج۱ ص۲۶)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے: ① مرسل یعنی منقطع ہے۔

② مسلم بن خالد الزنجی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی تھا۔

نیز دیکھئے سنن ابی داود بتحقیقی (۳۵۱۰، نیل المقصود)

۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سر پر مسح فرماتے تو سر سے ٹوپی اُٹھا لیتے اور سر کے اگلے حصہ پر مسح فرماتے۔ (سنن الدارقطنی ۱/۱۷۰ ح۳۷۱ وسندہ حسن)

اس موقوف روایت (اثر) سے نہ تو عمامہ پر مسح کا عدمِ جواز ثابت ہوتا ہے اور نہ یہ مسئلہ ہی اخذ ہوتا ہے کہ ٹوپی پر مسح جائز نہیں ہے، بلکہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ٹوپی (یا پگڑی) پر مسح کرنا فرض، واجب یا ضروری نہیں لہٰذا ٹوپی اُتار کر سر پر مسح کرنا بھی جائز ہے۔

یاد رہے کہ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ٹوپی پر مسح کرتے تھے۔

دیکھئے جواز کی احادیث میں سے فقرہ نمبر: ۸

۴: امام مالک کو یہ بات پہنچی تھی کہ (سیدنا) جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے عمامہ پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: نہیں! جب تک بالوں کا پانی سے مسح نہ کرے۔

(موطأ امام مالک ص۲۳)

یہ روایت بلا سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور کسی جگہ ''لا'' [نہیں] کے لفظ کے

ساتھ نہیں ملی۔ نیز دیکھئے سنن الترمذی (۱۰۲) اور الاستذکار (ج ا ص ۲۱۰ تحت ح ۶۰)

۵: عروہ بن الزبیر تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ سر سے پگڑی ہٹا کر پانی سے سر کا مسح کرتے تھے۔ (الموطأ للامام مالک ۱/۳۵ ح ۶۸ وسندہ صحیح)

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پگڑی پر مسح جائز نہیں ہے بلکہ پگڑی پر مسح کے واجب ہونے کا رد ثابت ہوتا ہے یعنی عمامہ پر مسح جائز تو ہے لیکن واجب نہیں۔

یاد رہے کہ تابعی حکیم بن جابر اور صحابی سیدنا انس رضی اللہ عنہ وغیرہما پگڑی پر مسح کرتے تھے، جیسا کہ احادیثِ جواز (۷، ۵) میں گزر چکا ہے۔

۶: صفیہ بنت ابی عبید رحمہا اللہ (یا رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ انھوں نے دوپٹا ہٹا کر سر کا پانی سے مسح کیا۔ (الموطأ ۱/۳۵ ح ۶۹ وسندہ صحیح)

عرض ہے کہ اس کا عمامہ پر مسح یا عدمِ مسح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے بعد بعض الناس نے لکھا ہے کہ امام مالک سے پگڑی اور دوپٹے پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: مرد اور عورت کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ پگڑی اور دوپٹے پر مسح کریں، انھیں چاہئے کہ سر پر مسح کریں۔ (الموطأ ۱/۳۵)

عرض ہے کہ امام مالک کے اس قول کے مقابلے میں سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہما اور امام احمد بن حنبل وغیرہ پگڑی پر مسح کے قائل و فاعل تھے لہٰذا اختلاف کی صورت میں یا تو کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا یا پھر امام مالک کے قول کو اولیٰ اور غیر اولیٰ پر محمول کر کے جواز المسح علی العمامہ کا فتویٰ دیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید کا دعویٰ کرنے والے کب سے مالکی ہو گئے ہیں؟!

امام ابوحنیفہ کا قول باسند صحیح پیش کریں اور اگر نہ کر سکیں تو.....

تفصیلی دلائل کے لئے مولانا ابوصہیب محمد داود ارشد حفظہ اللہ الواحد الصمد کی کتاب ''حدیث اور اہلِ تقلید'' (ج ا ص ۲۱۸ تا ۲۲۴) کا مطالعہ کریں۔ وما علینا إلا البلاغ

(۱۵/ نومبر ۲۰۰۸ء)

حافظ زبیر علی زئی

شذرات الذہب

☆ امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) نے فرمایا:
"**خصلتان من كانت فيه: الصدق وحبّ أصحاب محمد ﷺ فأرجو أن ينجو إن سلم**" جس شخص میں دو صفتیں ہوں: سچائی اور محمد ﷺ کے صحابہ سے محبت، تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ بچارہا تو نجات پا جائے گا۔ (الطیوریات ۳۳۱/۲ ح ۲۷۴ وسندہ حسن)

☆ امام ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) نے فرمایا: "**من وقّر صاحب بدعة فقد أعان علىٰ فرقة الإسلام**" جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اُس نے اسلام کے فرقے فرقے بنانے میں مدد دی۔ (الطیوریات ۳۱٦/۲ ح ۲۵٦ وسندہ حسن)

☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے تھے: "**لا ندخل وليمة فيها طبل ولا معزاف**" ہم ایسے ولیمے (کی دعوت) میں نہیں جاتے جس میں ڈھول (بجتا) ہو یا باجا، ساز، سارنگی وغیرہ آلۂ موسیقی ہوں۔ (الطیوریات ۳۱۸/۲ ح ۲۵۷ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ فسق و فجور والی دعوتوں سے دُور رہنا چاہئے، نیز آلاتِ موسیقی کا استعمال بھی حرام ہے۔

☆ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ) نے فرمایا: "**إني أحبّ من أحبّهم الله و هم الذين يسلم منهم أصحاب محمد ﷺ، و أبغض من أبغضه الله وهم أصحاب الأهواء والبدع**" میں ان سے محبت کرتا ہوں جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن سے محمد ﷺ کے صحابہ محفوظ رہتے ہیں۔ اور میں ان سے بغض رکھتا ہوں جن سے اللہ بُغض رکھتا ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو بدعات اور خواہشات والے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۰۳/۸، وسندہ صحیح)

آزمائش پر استقامت

﴿ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴾ کیا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ تمھیں ابھی اُن لوگوں جیسے احوال پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ انھیں تنگدستی اور مصائب و اَلم پہنچے (جس سے) وہ ڈول گئے، حتیٰ کہ رسول اور اس کے ساتھ اہل ایمان نے کہا: اللہ کی مدد کب آئے گی؟

فقہ القرآن: ☆ دعوتِ حق دینا اور اسے قبول کرنے میں بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آزمائش جہاں اہلِ ایمان و اہلِ نفاق کے درمیان ایک امتیاز کی حیثیت رکھتی ہے وہاں اسے جنت کے لئے معیار بھی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت سے واضح ہے، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُوۡنَ ﴾ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ محض یہ کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور انھیں آزمایا نہیں جائے گا۔ (العنکبوت:۱،۲)

☆ راہِ حق میں پریشانیوں اور مصیبتوں سے گھبرا کر انحراف کے بجائے صبر کرتے ہوئے استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ (ان شاء اللہ)

☆ سابقہ امتوں پر بھی آزمائش کے پہاڑ گرے اور قیامت تک کے لئے اہلِ ایمان آزمائش سے دوچار ہوتے رہیں گے۔

☆ دورانِ آزمائش میں اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کی دعائیں کرنی چاہئیں اور نصرت و فتح کے امیدوار بن کر دربارِ الٰہی میں گڑگڑانا چاہئے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ اہلِ ایمان کو شاملِ حال رہتی ہے اگرچہ اس کے آثار کچھ دیر بعد نمایاں ہوں۔

شیخ الاسلام امام ابن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ

نام ونسب: ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن المغیرہ بن صالح بن بکر النیسابوری رحمہ اللہ

اساتذہ: امام اسحاق بن راہویہ، محمد بن اسحاق الصاغانی، ابوکریب الہمدانی، محمود بن غیلان، احمد بن منیع، علی بن حجر اور محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین.

تلامذہ: امام ابن حبان، ابن عدی، ابوعلی النیسابوری، ابوطاہر محمد بن الفضل بن اسحاق بن خزیمہ اور ابوحامد ابن الشرقی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین.

تصانیف: صحیح ابن خزیمہ، کتاب التوحید، کتاب الدعاء، کتاب القراءۃ خلف الامام، فضل علی بن ابی طالب، کتاب الفتن، کتاب الطب والرقی اور الکتاب الکبیر وغیرہ۔

علمی مقام: امام ابن ابی حاتم الرازی نے کہا: ''وھو ثقۃ صدوق '' (الجرح والتعدیل ۱۹۶/۷)

ابن حبان نے اُن کا ذکر کتاب الثقات میں کر کے خوب تعریف کی ہے۔ (دیکھئے ۱۵۶/۹)

ابویعلیٰ الخلیلی نے کہا: آپ کے زمانے میں تمام اہلِ مشرق کا اتفاق تھا کہ آپ اماموں کے امام ہیں۔ (الارشاد ۸۳۱/۳ ت ۷۳۲) ابو النضر الفقیہ نے کہا: وہ اپنے زمانے میں تمام مسلمانوں کے امام تھے۔ (المستدرک للحاکم ۴۲۵/۱ ح ۱۵۴۹، نیز دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۸۳)

حافظ ذہبی نے کہا: ''**الحافظ الحجة الفقيه، شيخ الإسلام، إمام الأئمة.... النيسابوري الشافعي**'' (سیر اعلام النبلاء ۳۶۵/۱۴) معلوم ہوا کہ آپ کے ثقہ اور امام محدّث فقیہ ہونے پر اجماع ہے۔ یاد رہے کہ شافعی سے مراد مقلد ہونا نہیں بلکہ اجتہاد وتفقہ میں امام شافعی جیسا منہج اختیار کرنا ہے۔ دیکھئے میری کتاب: دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۴۶)

ولادت: ۲۲۳ھ بمقام نیشاپور **وفات:** ۵ یا ۸ ذوالقعدہ ۳۱۱ھ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء

☆ امام ابن خزیمہ نے فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اس کے مقابلے میں کسی کا قول (حجت) نہیں ہے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۸۴ ح ۱۹۰، وسندہ صحیح)